امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۲۲؍جمادی الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۵؍نومبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-45

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
- کوئی برانہیں قدرت کے کارخانے میں
- جدید تعلیم سیرت رسول کی روشنی میں
- معاشرہ کی اصلاح پر خصوصی توجہ کی ضرورت
- بات کرنے کا سلیقہ چاہئے
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

ایک نفع بخش امت کی حیثیت سے تنظیم واتحاد کے ساتھ زندگی گذاریں

شہر کولکاتا میں امارت شرعیہ کی سالانہ مجلس شوری سے حضرت امیر شریعت مدظلہ کا خطاب

۱۷؍نومبر ۲۰۲۴ء کو شہر کولکاتا میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی سالانہ مجلس شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے فرمایا کہ اس وقت ہندوستانی مسلمان متنوع مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، مرکزی حکومت مسلمانوں کے آئینی وشرعی معاملات میں مداخلت کرکے ان کے صبر کا امتحان لے رہی ہے، ان حالات میں ہمیں اسلامی شعائر کے تحفظ اور بقاء کے لئے ترجیحات طے کرنی ہے، مسائل مختلف نوعیتوں کے ہیں، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے مصدر ومنبع کی طرف رجوع کریں، ایمان ویقین میں پختگی پیدا کریں اور اجتماعی شیرازہ بندی کے بعد مل جل کر ان پیچیدہ مسائل کو حل کریں، امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس شہر کولکاتا کے آئی ووری گراؤنڈ اے جی سی بوس روڈ، نزد نونا پوکھر میں امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے اراکین شوریٰ ومدعوئین خصوصی حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور زیر بحث ایجنڈوں پر قیمتی آراء پیش کیں، اس موقع پر اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ امارت شرعیہ مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر ایک امت، ایک جماعت بن کر زندگی گذارنے کی تلقین کرتی ہے، ہم سب کو عہد کرنا چاہئے کہ جو بھی کام ہوگا، وہ اللہ کی مرضی وحاکمیت ہی کے ساتھ ہوگا، اس لئے ہمیں ہر کام میں اللہ کی رضا کا طلب گار رہنا چاہئے اور ایک نفع بخش امت کی حیثیت سے آگے بڑھنا چاہئے، امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے فرمایا کہ ہم سب کو ایک ذمہ دار امت کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دینا ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم میں کا ہر شخص اپنی سطح پر معاشرہ کی اصلاح وترقی کے لئے میدان عمل میں اتر جائے۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مندوبین کرام کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور شعبہ جات امارت شرعیہ کی یکسالہ کارکردگی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ایک سال کے عرصہ میں امارت شرعیہ کے کاموں کا دائرہ کافی بڑھا ہے، جس کی وجہ سے اخراجات بھی کافی بڑھ گئے ہیں، انہوں نے اپنی رپورٹ میں مجلس شوریٰ کے ممبران سے اس درد کا اظہار کیا جس درد سے اس وقت ملت گذر رہی ہے اور کہا کہ ہم سب کو یہ طے کرنا ہوگا کہ مشکل حالات میں ملت کی کشتی کو ہم کیسے محفوظ اور مامون رکھتے ہوئے ساحل تک پہونچائیں گے، ہم خود کن قربانیوں کے لئے تیار ہیں اور امت کو دامے درمے قدمے سخنے ہر اعتبار سے ملک وملت کے تحفظ کے لئے کیسے تیار کریں گے، ان کی معیشت، ان کی تعلیم، ان کی صحت، ان کی اجتماعیت اور ان کے شعائر کی حفاظت واستحکام کے لئے کون سی حکمت اختیار کریں گے، چھوٹے دائروں سے نکل کر بڑی لکیر کھینچنے اور بڑا دائرہ بنانے کے ساتھ دانشمندانہ اور جرأت مندانہ اقدام کی ضرورت ہے، اس کے بعد مرکزی وذیلی دارالقضاء کی رپورٹ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی نے پیش کی اور بتایا کہ دارالقضاء کی طرف لوگوں کا رجوع کافی بڑھا ہے، معاملات کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، نزاعات کے تصفیے بروقت انجام پارہے ہیں، مستقبل قریب میں کئی مقامات پر نئے دارالقضاء کھولنے کا منصوبہ ہے، دارالافتاء امارت شرعیہ کی رپورٹ مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی سعید الرحمن قاسمی، شعبۂ امور مساجد، تحفظ اوقاف، اصلاحات اراضی وتحفظ مسلمین سے متعلق جو خدمات امارت شرعیہ نے انجام دی ہیں، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اس کا خلاصہ بیان کیا جب کہ شعبۂ تنظیم وتبلیغ کی رپورٹ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی، شعبۂ تعلیم وذیلی دفاتر کی کارکردگی رپورٹ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، دارالعلوم الاسلامیہ کی رپورٹ مولانا مفتی یحییٰ غنی قاسمی، المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء امارت شرعیہ کی رپورٹ مولانا عبدالباسط ندوی، امارت پبلک اسکولز کی رپورٹ جناب مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز احمد، شعبۂ پروجیکٹ کی رپورٹ جناب احسان الحق، شعبۂ نشر واشاعت، مکتبہ، نقیب اور کتب خانہ کی رپورٹ مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا سجاد میموریل اسپتال کی رپورٹ جناب ڈاکٹر یاسر حبیب، مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل کی رپورٹ جناب ڈاکٹر نثار احمد نے مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کی، جناب عرفان الحق نے بیت المال کے آمد وصرف کا گوشوارہ اور سال 2025,2026 کا تخمینی بجٹ پیش کیا، ان رپورٹوں پر ارکان شوریٰ نے دلی مسرت کا اظہار کیا، مختلف ارکان شوریٰ نے کہا کہ ان رپورٹوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امارت شرعیہ اور اس کے اکابر وذمہ دار حضرات کی نگاہ ملک کے بدلتے ہوئے حالات پر بہت گہری ہے، موجودہ امیر شریعت کی قیادت میں یہ کارواں جانب منزل رواں دواں ہے، مولانا خالد حسین نیموی نے کہا کہ اس تفصیلی رپورٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امارت شرعیہ اور یہاں کے ذمہ داران وکارکنان کس قدر فعال ومتحرک ہیں، ہم ان کے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ادارہ کی ترقی واستحکام کے لئے دعائیں کرتے ہیں، مجلس سے قاری محمد شفیق کولکاتا، جناب ارشاد اللہ چیئرمین بہار سنی وقف بورڈ، جناب جاوید اقبال ایڈوکیٹ پٹنہ، جناب تہذیب الحسن رانچی، جناب امتیاز کریمی پٹنہ، جناب محمد شمیم کولکاتا، جناب حاجی شفیع الدین کولکاتا، جناب محمد ظفر سابق ایم ایل اے بہار، جناب ڈاکٹر محمد طارق سہرسہ، جناب انجینئر فہد رحمانی مونگیر، مولانا جاوید اختر ندوی استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا عبدالسبحان قاسمی دہلی، مولانا محمد ظفر عالم راورکیلا، قاضی انور حسین رانچی، مولانا جمیل احمد رحمانی مونگیر نے مختلف ایجنڈوں پر اپنے قیمتی آراء پیش کیں، ان آراء کی روشنی میں مسلم خواتین کے درمیان سموہ لون کے خلاف تحریک چلانے اور صاحب ثروت کو زکوۃ کی ادائیگی پر ابھارنے کے لئے مہم چلانے، مسلم طلباء وطالبات کے اندر دینی شعور کو بیدار کرنے کے لئے مسابقہ قرآن وحدیث کا پروگرام منعقد کرنے اور مختلف مسلم آبادیوں میں اسکولز کے قیام پر توجہ دلانے جیسے امور پر قرارداد منظور ہوئی، فلسطین اور غزہ کے بے قصور معصوم بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے خون سے اسرائیلی فوجیں ہولی کھیل رہی ہیں، جو کہ انسانیت وشرافت اور حقوق انسانی کے قطعی خلاف ہیں، اس کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی، سعودی عرب میں ناچ گانوں کی محفلیں سجا کر داد عیش حاصل کرتے نازیبا حرکت وعمل کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی۔

مجلس کا آغاز مولانا وحید الزماں قاسمی رکن شوریٰ امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا شمیم اکرم رحمانی نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت پیش کیا، بعد ازاں مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے تجاویز تعزیت پیش کی، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نے اجلاس کی نظامت کے فرائض انجام دیئے، اس موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہاتھوں پانچ نئی کتابوں کا رسم اجرا بھی عمل میں آیا، (۱) امیر شریعت رابع، مرتب مولانا محمد اعجاز احمد (۲) امیر شریعت سابع کی سیاسی بصیرت، مرتب جناب ایڈوکیٹ ذاکر بلیغ رحمانی (۳) وقف ایکٹ ترمیم کل اور آج، مرتب ماسٹر انوار احمد کے علاوہ مولانا ڈاکٹر اعجاز احمد کی بچوں کے لئے لکھی گئی کتاب (۴) آؤ سیکھیں اور (۵) علامہ سید سلیمان ندوی کی کتاب رحمت عالم پر ضروری حاشیہ واضافہ کی رونمائی ہوئی، مولانا قاضی ضمیر الدین صاحب قاضی شریعت کولکاتا نے اہالیان کولکاتا کی جانب سے شکریہ کے کلمات بیان کئے، اخیر میں یہ نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی۔

ان رپورٹوں سے ایسا محسوس ہوتاہے کہ امارت شرعیہ اوراس کے اکابروذمہ دار حضرات کی نگاہ ملک کے بدلتے ہوئے حالات پر بہت گہری ہے ، موجودہ امیر شریعت کی قیادت میں یہ کارواں جانب منزل رواں دواں ہے ،مولانا خالد حسین نیموی نے کہاکہ اس تفصیلی رپورٹ سے اندازہ ہوتاہے کہ امارت شرعیہ اور یہاں کے ذمہ داران وکارکنان کس قدر فعال ومتحرک ہیں ،ہم ان کے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ادارہ کی ترقی واستحکام کے لئے دعائیں کرتے ہیں،

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

فساد نہ پھیلاؤ

’’لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا، تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض کاموں کا مزا چکھائیں، شاید کہ وہ باز آجائیں‘‘ (سورہ روم، آیت:۴۱)

وضاحت: اس وقت دنیا کرب واضطراب کے نہایت ہی نازک دور سے گذر رہی ہے، کہیں طاقت ور، کمزوروں اور نہتوں کو نشانہ بنا رہے ہیں تو کہیں حقوق انسانی کی پامالی ہو رہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ دنیا بارود کے ڈھیر پر کھڑی ہے، فلسطین ولبنان کی حالت زار سن کر تو خون کے آنسو بہنے کو تیار ہے، جہاں اسرائیلی فوجیں آتش گیر مادوں کے ذریعہ معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں تک کو خاکستر کرنے پر تلی ہوئی ہے، وہاں کے چرند وپرند فضائی آلودگی سے دم توڑ رہے ہیں، اس باوجود ظالم اسرائیلی فوج اپنے گناہوں کے وبال سے مصائب ومشکلات کی وادی میں بھٹک رہے ہیں، یہی نہیں بلکہ اس طرح کی نازیبا کفریہ حرکتیں کرنے والے ظالم دنیا میں جہاں کہیں بھی ہیں، پریشان حال ہیں اور وہ غضب الٰہی کے شکار ہیں، اس لئے قرآن مجید نے وضاحت کردی کہ اس دنیا میں جو مصائب اور آفات تم پر آتی ہیں ان کا حقیقی سبب تمہارے گناہ ہوتے ہیں، اگر چہ اس دنیا میں نہ ان گناہوں کا پورا بدلہ دیا جاتا ہے اور نہ ہر گناہ پر مصیبت وآفت آتی ہے، بلکہ بہت سے گناہوں کو تو معاف کردیا جاتا ہے، بعض بعض گناہوں پر ہی گرفت ہوتی ہے اور آفت ومصیبت بھیج دی جاتی ہے، اگر ہر گناہ پر دنیا میں مصیبت آیا کرتی تو ایک انسان بھی زمین پر زندہ نہ رہتا، مگر ہوتا یہ ہے کہ بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی فرمادیتے ہیں اور جو معاف نہیں ہوتے ان کا بھی پورا بدلہ دنیا میں نہیں دیا جاتا، بلکہ تھوڑا اسے مزہ چکھادیا جاتا ہے (معارف القرآن)

آسان تفسیر کے مفسر نے ان آیات کی تشریح میں بہت ہی عمدہ بات کہی ہے، انہوں نے لکھا کہ انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے زمین میں ہر طرح کا فکری، اخلاقی اور عملی بگاڑ پھیلتا ہے، لیکن اس میں ایک اشارہ کائنات کے مادی نظام کی طرف بھی ہے کہ دنیا میں تمام چیزیں سمندر، دخت، پانی، پہاڑ، ہوا، برف کی چٹانیں، جنگلی جانور وغیرہ کے ماحول کو زمین میں پائی جانے والی مخلوقات خاص کر جانداروں کے موافق ماحول عطا کرتی ہیں، لیکن انسان جنگلات کو کاٹ کر، پہاڑوں کو توڑ کر، دریاؤں کو پاٹ کر، چرند وپرند کو ناپید کرکے فضا میں دھوؤں اور ایندھنوں سے نکلنے والے ذرات کو بکھیر کر اور پانی میں گندگیاں اور صنعتی فضلات کو ڈال کر قدرت کے بنائے ہوئے ماحول کو تباہ کررہا ہے اور مختلف قسم کی آلودگیاں پیدا ہو رہی ہیں جو انسان اور دوسری مخلوقات کیلئے تباہ کن ہیں اس پہلو سے بھی خشکی وتری کا فساد انسان کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، ماحولیاتی آلودگی کا یہ نکتہ فساد کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے، کیونکہ فساد کسی شئی کے حد اعتدال سے نکل جانے کو کہتے ہیں اور ماحولیاتی آلودگی بھی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء کے استعمال میں آدمی اعتدال کا راستہ چھوڑ دے (آسان تفسیر، جلد۲) یہیں سے معلوم ہوا کہ فساد کی وہ تمام نوعیت جس سے مخلوقات کی جان ومال اور عزت وآبرو پر حرف آتا ہو اللہ کو ناپسند ہے، ایسے لوگوں کو دیر وسویر ضرور سزا ملے گی۔

نیکی ہمیشہ اچھے نتائج پیدا کرتی ہے

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا اور آپ سے کوئی ضرورت طلب کرتا کہ فلاں امر درپیش ہے تو آپ فرماتے ہیں ’’سفارش کرو اجر پاؤ گے اور ایک روایت میں ہے تا کہ تم اجر پاؤ اور وہ فیصلہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرے (یعنی تم میرے سامنے سائل کی سفارش کردیا کرو تا کہ تم اجر وثواب کے مستحق ہو جاؤ (بخاری شریف)

مطلب: ہر شخص کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کو دوسروں کا دست نگر بننا پڑتا ہے، خواہ وہ انسان جاہ ومنصب اور اقتدار وحکومت کے تخت پر فائز کیوں نہ ہو کسی نہ کسی وقت اس پر ایسی افتاد پڑتی ہے کہ اس کو دوسرے شخص سے مدد لینے کی ضرورت پڑ جاتی ہے اس لئے ہر انسان کو اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کیلئے تیار رہنا چاہئے، ان کے ساتھ خیر خواہی وہمدردی کرنی چاہئے اور ان کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہئے تا کہ اس کی مصیبت کے وقت دوسرا بھائی شریک کار رہے، یاد رکھئے کہ کسی کی حاجت روائی کبھی ضائع نہیں ہوتی، نیکی ہمیشہ اچھے نتائج پیدا کرتی ہے، اگر آپ ضرورت مندوں کی حاجت روائی نہیں کرسکتے ہیں تو نرمی اور خوبصورتی سے معذرت کردیجئے، مگر جھڑک کر ہرگز بات نہ کیجئے، حسن سلوک اور اچھے برتاؤ سے پیش آیئے، کیوں کہ وہ آپ کے پاس امید لگا کر آیا ہے، اگر آپ نے بے رخی اختیار کی تو اس کا شیشہ دل چکنا چور ہو جائے گا۔ دوسروں کا خیال رکھنے اور ان کی مدد کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ کسی دوسرے سے اس مستحق شخص کی سفارش کردیجئے، اگر آپ نے کسی کے نیک کام کی سفارش کردی تو آپ کو بھی اس نیک کام میں حصہ لینے کا اجر ملے گا، بخاری شریف کی روایت ہے کہ جس میں فرمایا گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے کہ تم سفارش کرو تمہیں بھی ثواب ملے گا، سفارش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سے حق دار کو حق مل جاتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کی حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے، البتہ ناجائز کاموں میں ہرگز کسی کی سفارش نہ کیجئے، ورنہ آپ بھی گنہگار ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو نیک بات کی سفارش کرے گا، تو اس کے ثواب میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور جو بری بات کی سفارش کرے گا تو اس کے گناہ میں وہ بھی حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے (نساء) اس لئے خیر اور بھلائی کے کاموں میں اپنی وسعت کے مطابق مدد کرتے رہئے اور شر کی الائشوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

تصویر والی ٹائلس کی خرید وفروخت

س: میری ٹائلس اور ماربل کی ہول سیل دوکان ہے، جہاں سے مسلم وغیر مسلم سبھی لوگ ٹائلس خریدتے ہیں، کچھ گاہکوں کی پسند مورتی کی تصویر والی ٹائلس ہوتی ہے تو کچھ کی بغیر تصویر والی، سوال یہ ہے کہ اس طرح جاندار کی تصویر والی ٹائلس فروخت کرنا اور اس سے آمدنی حاصل کرنا شرعاً جائز ہے؟

ج: ایسی اشیاء جن پر جاندار کی تصویر ہو اور مقصد اشیاء کی خرید وفروخت ہو نہ کہ تصویر کی، تو ان اشیاء کی خرید وفروخت شرعاً جائز ودرست ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال ہے، اس لیے کہ صورت میں مقصد اشیاء کی خرید وفروخت ہے اور تصویر ان کے تابع ہے لیکن اگر تصویروں ہی کی خرید وفروخت مقصود ہو تو ایسی اشیاء کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے لہذا صورت مسؤلہ میں اگر آپ کا مقصد ٹائلس کی خرید وفروخت ہے اس کی تصویر کی نہیں تو ایسی صورت میں آپ کے لیے مذکورہ ٹائلس کا کاروبار شرعاً جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی حلال ہے: الامور بمقاصدها (الاشباہ والنظائر: ۵۳)

پندرہ ڈگری قبلہ سے منحرف مسجد میں نماز

س: ایک مسجد جو قبلہ سے پندرہ ڈگری منحرف ہے، کیا اس مسجد میں جان بوجھ کر قبلہ سے پندرہ ڈگری انحراف کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے؟

ج: مکہ مکرمہ سے باہر کی مساجد میں عین قبلہ سے پندرہ درجہ تک انحراف کی گنجائش ہے، لہذا صورت مسؤلہ میں جبکہ مذکورہ مسجد عین قبلہ سے پندرہ ڈگری منحرف ہے تو اس درجہ انحراف سے استقبال کعبہ میں کوئی خلل نہیں پڑتا ہے، نماز شرعاً درست ہو جاتی ہے، البتہ جب انحراف کا علم ہے اور صحیح رخ نماز پڑھنے میں کوئی مانع نہیں ہے تو پھر انحراف کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی چاہیے، بلکہ صفیں صحیح رخ کرکے ہی نماز پڑھنی چاہیے: ثم اعلم أنه ذكر في المعراج عن شيخه أن جهة الكعبة هي الجانب الذى إذا توجه إليه الإنسان يكون مسامتاً للكعبة أو هوائها تحقيقاً أو تقريباً؛ ومعنى التحقيق أنه لو فرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة إلى الأفق يكون ماراً على الكعبة أو هوائها ومعنى التقريب أن يكون منحرفاً عنها أو عن هوائها بما لا تزول به المقابلة بالكلية، بأن يبقى شيء من سطح الوجه مسامتاً لها أو لهوائها الخ (رد المحتار: ۲/ ۱۰۹)

غیر مسلموں کو ولیمہ کی دعوت دینا

س: کیا غیر مسلم دوستوں کو ولیمہ کی دعوت دی جاسکتی ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ولیمہ ایک عبادت ہے جس میں غیر مسلموں کو مدعو کرنا درست نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج: غیر مسلموں کو نفلی صدقات اور قربانی کا گوشت دینا یا اس سے دعوت کرنا جائز ہے جبکہ یہ بھی عبادت ہے، اسی طرح ان کو ولیمہ کی دعوت دینا بھی جائز ہے: عن ابراهيم بن مهاجر قال: سالت ابراهيم عن الصدقة على غير أهل الاسلام فقال: أما الزكاة فلا، وأما ان شاء الرجل أن يتصدق فلا بأس (المصنف لابن ابى شيبة: ۳/ ۶۹) ويهب منها ماشاء للغني والفقير والمسلم والذمي (الفتاوى الهندية: ۵/ ۳۰۰) لابأس بأن يضيف كافرا القرابة او لحاجة (الفتاوى الهندية: ۳/ ۳۴۷)

علاج کے لیے لی گئی چندہ کی رقم اگر بچ جائے تو اس کا مصرف

س: کسی غریب کے علاج کے لیے لوگوں سے رقم لی گئی، علاج ہوا، لیکن وہ بچ نہیں سکا، انتقال کر گیا، رقم بچ گئی ہے اس کو کیا کیا جائے؟ کسی دوسرے غریب کے علاج میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا فقراء ومساکین کو دیا جاسکتا ہے؟ جواب سے نوازیں۔

ج: صورت مسؤلہ میں باقی رہ گئی رقم کا اصل حکم تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے چندہ دیا ہے ان سے دریافت کرلی جائے کہ باقی رقم کو کس مصرف میں استعمال کیا جائے جس مصرف میں چندہ دہندگان کہیں اس میں بچی ہوئی رقم صرف کی جائے اور اگر یہ دشوار ہو تو چونکہ غریب کے علاج ومعالجہ میں صرف کرنے کی دلالۃً اجازت ہے، اس لیے بہتر ہے کہ بچی ہوئی رقم غریبوں کے علاج ومعالجہ میں صرف کی جائے، نیز فقراء ومساکین کو بھی دے سکتے ہیں: فإن لم يكن بيت المال معموراً أو منتظماً (فعلى المسلمين تكفينه) فإن لم يقدروا سألوا الناس له ثوباً، فإن فضل شيء ردّ للمصدق إن علم، وإلا كفن به مثله وإلا تصدق به (رد المحتار) وفي مختارات النوازل لصاحب الهداية: فقير مات فجمع من الناس الدراهم وكفنوه وفضل شيء، إن عرف صاحبه يرد عليه، وإلا يصرف إلى كفن فقير آخر أو يتصدق به (رد المحتار: ۳/ ۱۰۲)

تعمیر مسجد میں غیر مسلم کا تعاون لینا

س: میرے گاؤں میں ایک مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے، اس میں کچھ غیر مسلم حضرات بھی تعاون کرنا چاہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا مسجد کی تعمیر میں غیر مسلم کا تعاون لیا جاسکتا ہے؟

ج: مسجد کی تعمیر میں غیر مسلم کا تعاون لینا شرعاً جائز ودرست ہے، بشرطیکہ مستقبل میں کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور اس تعاون کی وجہ سے غیر مسلم، مسلمانوں کو مندروں یا اپنے مذہبی تہواروں میں تعاون پر مجبور نہ کریں: (وأن يكون قربة في ذاته) ... فتعين أن هذا شرط في وقف المسلم فقط؛ بخلاف الذمي لما في البحر وغيره أن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس، بخلاف الوقف على بيعة فإنه قربة عندهم فقط أو على حج أو عمرة فإنه قربة عندنا فقط (رد المحتار: ۶/ ۵۲۴)

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف
جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۲۲ر جمادی الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۵ر نومبر ۲۰۲۴ء روز سوموار

اصلاح معاشرہ

مسلمان بہت ساری معاشرتی خرابیوں میں مبتلا ہیں، تلک جہیز کی لعنت عام ہے، شادی کے دشوار ہونے کی وجہ سے رحم مادر میں لڑکیوں کا قتل کیا جارہا ہے، لڑکیوں کو ترکہ میں حصہ دینا عام طور سے لوگوں نے بند کر رکھا ہے، اگر کسی لڑکی نے باپ کے انتقال کے بعد بھائیوں سے ترکہ طلب کرلیا تو سارے رشتے ناطے ختم ہوجاتے ہیں، خاندان ٹوٹ رہا ہے، رشتے بکھر رہے ہیں، بڑوں کا احترام دلوں سے نکلتا جارہا ہے، نشہ کی عادت بھی نوجوانوں میں بڑھ رہی ہے، سود اور رشوت خوری کو گناہ نہیں سمجھا جارہا ہے، فرائض سے دوری کا مشاہدہ تو عام سی بات ہے، ایک ساتھ تین طلاق دینے کے واقعات بھی شاذ ونادر نہیں ہیں، عورتوں کا مزاج شوہروں سے نہیں ملتا ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی عام ہے، دارالقضاء میں جو مقدمات آرہے ہیں، اس کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ، خلع، فسخ نکاح اور شوہر کی جانب سے رخصتی کے مطالبات کی تعداد زیادہ ہے، جس کا خلاصہ یہی ہیکہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ گذارہ نہیں کرپارہی ہے، ان حالات میں ضرورت ہے کہ اصلاح معاشرہ کی تحریک کو گھر گھر پہونچایا جائے، اور ہر فرد کو اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنی اصلاح آپ کرنے کی ذمہ داری اٹھائے، ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں ہے، دل ودماغ پر دستک دینے کے لیے خاص قسم کی صلاحیت اور پورے طور پر خلوص کی ضرورت ہوتی ہے، ہر آدمی کے بس کا یہ کام نہیں ہے، اس لیے اس کام کو آگے بڑھانے کے لیے ائمہ مساجد، علماء اساتذہ مدارس ومکاتب، دانشوران، وکلاء وماہرین قانون اور سنجیدہ نوجوانوں کی علاحدہ علاحدہ میٹنگ بلائی جانی چاہیے، طلبہ مدارس کے درمیان ورک شاپ، پریس کانفرنس، اصلاح معاشرہ کے عنوان پر مضامین ومقالات کی اشاعت، سوشل میڈیا پر اس قسم کے موضوعات پر مواد کی فراہمی بھی مفید ہے۔ جس کے اثرات بڑے پیمانے پر سماج پر پڑ سکتے ہیں۔

بڑی عمر میں علاحدگی

عام طور پر ہندوستان میں بڑی عمر میں زن وشوہر میں طلاق کے واقعات نہیں ہوتے ہیں، اور علاحدگی عمل میں نہیں آتی ہے، مثل مشہور ہے کہ بیوی جوانی میں دیّا اور بڑھاپے میں مَیّا کا رول ادا کرتی ہے، جوانی میں وہ دائی کی طرح خدمت میں لگی رہتی ہے اور بڑھاپے میں وہ ماں کی طرح اپنے شوہر کا خیال رکھتی ہے، لیکن اب قدریں بدل رہی ہیں، ہندوستان میں بڑی عمر میں میاں بیوی میں علاحدگی اور طلاق کے واقعات تیزی سے بڑھ رہے ہیں، پچیس سے چالیس سال تک ازدواجی زندگی گذارنے کے بعد کبھی تو مرضی سے اور کبھی عدالت کے ذریعہ طلاق ہورہی ہے۔ گذشتہ پانچ سال میں پچاس سال سے اوپر عمر کے میاں بیوی کے درمیان طلاق کے واقعات میں دوگنا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ صرف ایک ضلع اندور میں یکم جنوری 2023 سے اکتوبر 2024 کے درمیان طلاق کے 2426 نئے مقدمات آئے، جس میں دو سو پچاس ایسے میاں بیوی تھے جن کی عمریں پچاس سال سے زیادہ تھیں، پانچ سال پہلے بڑی عمر میں طلاق لینے والوں کی تعداد مشکل سے پانچ فی صد ہوتی تھی، لیکن اب یہ تعداد دس فی صد تک پہونچ گئی ہے۔

اس کے اسباب وعلل کیا ہیں، فیملی کورٹ میں کونسلنگ اور ثالثی کرنے والے سبکدوش جج ستیندر رجوشی کا کہنا ہے کہ بچوں کی پرورش وپرداخت کے بعد بوڑھے جوڑے کو کوئی کام نہیں رہتا، جن کو سجانے سنوارنے اور برسر روزگار بنانے کے لیے انہوں نے جوجتن کیا تھا، وہ سب اپنے بال بچوں کے ساتھ ملازمت کی وجہ سے نگاہوں سے دور ہوگیے، کبھی کبھی یہ دوری سرحدوں کے پار تک پہونچ جاتی ہے، اس لیے انہیں سُونا اور خالی گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے، یہ خالی پن تناؤ پیدا کرتا ہے، میاں بیوی میں تکرار شروع ہوتی ہے اور اس تکرار کے نتیجے میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، اسے انگریزی میں ''گرے ڈیورس'' کہتے ہیں، ایسے پچاس معاملات کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ گیارہ معاملات میں بچے غیر ملک میں جا کر بس گیے، بائیس میں ساتھ رہنے میں دلچسپی باقی نہیں رہی، سات میں بچوں کے ساتھ چھوڑ دینے کی وجہ سے علاحدگی عمل میں آئی، تین معاملات میں معاشی تنگی یا جائیداد کے بٹوارے نے طلاق تک پہونچادیا، تین میں شوہر سے وابستہ توقعات کا نہ پورا ہونا اور چار میں بڑی عمر میں پتہ چلا کہ ان کا معاشقہ پہلے کسی دوسرے سے تھا۔

وجوہات جو بھی ہوں، معاملہ کا اختتام علاحدگی پر ہوا، اور یہ اس دور میں ہورہا ہے جب اکیلا پن دور کرنے کے لیے ہر آدمی کے ہاتھ میں اسمارٹ فون، ٹی وی، دل لگی اور دل بستگی کے کئی سامان گھر میں موجود ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں وقت گذاری کے لیے تو کافی ہیں، لیکن یہ دلی سکون اور ذہنی اطمینان کے لیے کافی نہیں ہیں، ان کی وجہ سے دماغی ٹینشن ختم نہیں ہوتا، بلک بعض مناظر کو دیکھ کر ٹینشن بڑھ جاتا ہے، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ کو یاد کرو، اطمینان قلب نصیب ہوگا، ازدواجی زندگی میں ایک دوسرے کی رعایت، نرم بول، حسن سلوک کے ذریعہ اس تناؤ کو دور کیا جاسکتا ہے جو جوانی کے ڈھلنے کے بعد جنسی کشش میں کمی، اور تو تو میں میں سے خاندان میں پیدا ہوتا ہے، ہم اسلامی طریقوں پر عمل کر کے ایسے واقعات کو وقوع پذیر ہونے سے روک سکتے ہیں۔

ہندوستان میں ٹرام کے زریں دور کا خاتمہ

ٹرام ایک سواری گاڑی تھی، جو سڑک پر بچھائے گیے پٹری پر چلا کرتی تھی، اس میں عموماً دو ڈبے ہوتے تھے، آگے والا فرسٹ کلاس کہلاتا تھا اور اس کا کرایہ دس پیسے، سکنڈ کلاس سے زیادہ ہوا کرتا تھا اس کی رفتار بہت تیز نہیں ہوا کرتی تھی، لیکن لوگ کم کرایہ میں دور دراز علاقوں تک پہونچ جایا کرتے تھے، بہت سے سیاح بھی گھوڑے تانگے وغیرہ کی طرح اس کا لطف اٹھایا کرتے تھے، یہ عوام کی مقبول سواری تھی۔

ٹرام کی شروعات ہندوستان میں 24 فروری 1873ء کو ہوئی تھی، یہ اس وقت بجلی کے بجائے گھوڑوں کے ذریعہ کھینچے جاتے تھے اور یہ سیالدہ سے آرمینن گھاٹ جس کی دوری صرف 3.8 کلومیٹر تھی، چلا کرتا تھا، 1874 میں گھوڑے سے چلنے والی ٹرام سروس ممبئ میں بھی شروع کی گئی، 1880 میں لارڈ رپن (جس کے نام پر کولکاتہ میں رپن اسٹریٹ ہے) نے دوبارہ اسٹیم انجن کے ذریعہ اسے شروع کیا، اس کی وجہ سے رفتار اس کی قدرے تیز ہوئی، البتہ فضائی آلودگی میں اضافہ ہونے لگا، اس سے بچنے کے لیے بجلی کے ذریعہ اسے چلایا جانے لگا، اس کا آغاز 1895 میں چنئی (مدراس) سے ہوا، آہستہ آہستہ کان پور، دہلی، ممبئ، ناسک اور پٹنہ میں بھی ٹرام چلنے لگا، سواری کم ملنے کی وجہ سے علی الترتیب پٹنہ میں 1903، ناسک میں 1933، مدراس، کانپور میں 1953، دہلی میں 1963 اور ممبئ میں 1964 میں ٹرام سروس بند کر دی گئی، لیکن کولکاتہ میں محدود پیمانے پر حالیہ دنوں تک یہ سروس جاری تھی، بلکہ یہ کولکاتہ کی شناخت تھی۔

ٹرام سروس نے عوامی سواری کے طور پر گذشتہ سال ہی ایک سو پچاس سال پورے ہونے کا جشن منایا تھا۔ ایک زمانہ میں کولکاتہ کے چار سو حلقوں میں چار سو ٹرام چلا کرتے تھے، دس سال پہلے تک پینتیس (35) روٹوں پر تقریبا پونے دو سو ٹرام کی آمد ورفت جاری تھی، ماضی قریب تک دو روٹوں پر پندرہ (15) ٹرام کے ذریعہ سفر ہوا کرتا تھا، ظاہر ہے بقیہ ٹرام ڈپو میں سڑ رہے تھے، جن کی تعداد کم وبیش دو سو پچاس (250) تھی، 2011 میں ترنمول سرکار آئی اس وقت کولکاتہ میں سینتیس (37) ٹرام سینتیس (37) مقامات کے لیے چلا کرتے تھے، 2017 میں گھٹ کر سترہ اور 2002 میں صرف دو رہ گیے، اور اب ان کا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔

ٹرام سروس کو کولکاتہ میں آمد ورفت کے حوالہ سے لائف لائن سمجھا جاتا تھا، 1943 میں دوسری عالمی جنگ کے موقع سے جب شہر تاریکی میں ڈوبا ہوتا اور انگریز ہوڑہ پل کھولنے کی ہمت نہیں جٹا پاتے تھے، ایسے میں یہ ٹرام ہی لوگوں کو پل پار کرانے کا کام انجام دیتا تھا۔

ٹرام نے بنگلہ ادب اور فلموں میں بھی اچھی خاصی جگہ بنالی تھی، ٹرام سے سفر کرنے والوں کی یونین بھی تھی، 1953 میں کرایہ میں صرف ایک پیسے کے اضافہ سے پورے کولکاتہ میں طوفان کھڑا ہوگیا تھا، جس سے اس سواری کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے، کولکاتہ سے ٹرام کو رخصت کرنے کی وجہ سڑکوں پر جام قرار دیا جاتا رہا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، ٹرام سڑک کے بیچ سے پٹری پر چلا کرتا تھا، اور دونوں طرف سے گاڑیاں گذرا کرتی تھیں، کولکاتہ اب بھی جام کے لیے مشہور ہے، حالاں کہ ٹرام سروس بند ہوچکی ہے، جام اصلاً ہاکرس کے فٹ پاتھ پر دوکان لگانے، سڑکوں پر گاڑی لگانے اور بے ترتیب اور بے ضابطہ ڈرائیونگ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔

فضائی آلودگی سے بچانے اور محفوظ سفر کرنے کی غرض سے دنیا کے چار سو شہروں میں آج بھی ٹرام سفر کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے، برطانیہ کے ٹوینگم میں ٹرام میں نے دیکھا ہی نہیں، سفر بھی کیا ہے، اس سواری کی معنویت آج بھی قائم ہے، کولکاتہ ہندوستان میں اس سواری کی آخری آماجگاہ تھی، جواب ختم ہوا چاہتی ہے۔

ریگنگ - ناقابل معافی جرم

کالج اور یونیورسیٹوں میں نئے داخل ہونے والے طلبہ کے ساتھ ریگنگ کے نام پر بدسلوکی اور انہیں ذہنی اذیت دینے کا عمل پہلے بھی رائج تھا اور آج بھی جاری ہے، یہ عمل بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا میں کثرت سے کیا جاتا ہے، قدیم طلبہ جدید طلبہ کے ساتھ انتہائی بدسلوکی سے پیش آتے ہیں، نازیبا اور ناشائستہ عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں، جدید طلبہ کو ذہنی وجسمانی اذیت کا سامنا کرنا ہوتا ہے، بعض دفعہ ریگنگ سے گذرنے والے طلبہ کو خودکشی کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے، بھارت میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے اس ناپسندیدہ عمل کو روکنے کے لیے کئی رہنما اصول جاری کیے ہیں، ایک ٹال فری مخالف ریگنگ ہیلپ لائن بھی جاری کر رکھا ہے۔ 1996 میں ریگنگ مخالف قانون بھی بنایا گیا، مگر ساری تدبیریں ریگنگ کو روکنے میں ناکام ثابت ہورہی ہیں۔

تازہ واقعہ جس نے انسانیت کو شرمسار کیا ہے وہ پاٹن گجرات کا ہے جو جی ایم ای آر اس میڈیکل کالج کا ہے، یہاں میڈیکل کے پہلے سال کے طالب علم انیل میتھانیا کی پندرہ قدیم میڈیکل طالب علموں کے ذریعہ ریگنگ کے نتیجے میں موت واقع ہوگئی، اسے مسلسل تین گھنٹے تک کھڑا رکھا گیا، ناچنے پر مجبور کیا گیا، جس کے دوران وہ بے ہوش ہوکر گر گیا اور دنیا ہی چھوڑ چلا، گذشتہ دو سالوں میں صرف گجرات میں ریگنگ کے آٹھ واقعات سامنے آچکے ہیں، اس کے علاوہ چند دن قبل اندور کے ایم جی میڈیکل کالج میں پی جی کے ایک طالب علم ابھی شیک مسیح نے مسلسل ریگنگ سے گھبرا کر اپنی تعلیم چھوڑنے کا فیصلہ کیا، کالج انتظامیہ نے اس کے کاغذات واپس کرنے سے انکار کردیا اور تیس لاکھ کی رقم ضمانت والی چکانے کی مانگ کی، جس کی وجہ سے ابھی شیک مزید پریشانی میں مبتلا ہوگیا، بالآخر عدالت نے اس کی دادرسی کی اور کالج انتظامیہ کو فوری طور پر کاغذ لوٹانے کا حکم دیا، تب جا کر ابھیشیک مسیح کو راحت ملی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کالج انتظامیہ ایسے واقعات پر روک لگانے کے بجائے متاثر طالب عالم کو ہی پریشان کرنے لگتی ہے، جس کی وجہ سے بہت سارے طالب علم اپنے خلاف ہورہی ایسی کاروائیوں کو جھیلتے ہیں اور نہیں جھیل پاتے تو ادارہ ہی سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور یہ ممکن نہیں ہوتا تو خودکشی کر لیتے ہیں۔

ریگنگ کے اعداد وشمار پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ 2020 میں ملک بھر سے ریگنگ کے 219 واقعات سامنے آئے، 2021 میں یہ تعداد پانچ سو گیارہ (511) تک پہونچ گئی، کورونا سے قبل 2018 میں دس سو سترہ (1017) اور 2019 میں دس سو سولہ (1016) واقعات درج ہوئے، درج ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بہت سارے واقعات درج نہیں ہو پائے اور پردہ خفا میں رہے۔

اسلام میں اس قسم کے مذاق سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ مردوں کی کوئی جماعت دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ مذاق اڑانے والے کی بہ نسبت اللہ کے نزدیک بہتر ہو، مذاق اڑانے سے دل آزاری ہوتی ہے اور دل آزاری کسی بھی مذہب میں درست نہیں ہے۔

انیل میتھانیا کے ساتھ جن لوگوں نے ایسی حرکت کی، ان پر ایف آئی آر درج ہوگیا ہے اور ان کی گرفتاری بھی ہوگئی ہے، لیکن جب تک کالج انتظامیہ کو پارٹی نہیں بنایا جائے گا اور ان پر داروگیر نہیں ہوگی، تب تک یہ سلسلہ رکتا نظر نہیں آتا، ضرورت تمام جدید طلبہ کو متحد ہوکر ریگنگ کے خلاف آواز بلند کرنے اور کالج انتظامیہ کو مجرموں کے خانے میں ڈالنے کی ہے، تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات کو روکا جاسکے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

قلم: عبد الباسط محمد شرف الدین ندوی

حضرت مولانا ڈاکٹر سید محی الدین طالب رحمہ اللہ

حضرت مولانا ڈاکٹر محی الدین طالب رحمہ اللہ حضرت مولانا عبد الرشید رانی ساگری، حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی اور حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھی رحمہم اللہ کے منظور نظر رہے، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ کے اولین خلفاء میں سے ہیں، انہیں تکیہ کلاں رائے بریلی کی مسجد میں ۱۹۷۱ء میں اجازت وخلافت ملی۔ مولانا محمود حسن حسنی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر مولانا محی الدین طالب صاحب حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ کے خلفاء ومجازین میں قدیم بھی ہیں اور ممتاز بھی، سلوک ومعرفت میں آپ نے حضرت رحمہ اللہ سے بڑا فیض حاصل کیا، اور یہ اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اس میدان میں کسب انوار کر رہے تھے جب اس تعلق سے حضرت رحمہ اللہ سے کم ہی لوگ وابستہ تھے اور اس وقت مجاز ہوئے جب دو یا تین لوگ ہی ہوئے ہوں گے۔ (تعمیر حیات ۲۵/اپریل ۲۰۱۱ء صفحہ ۳۱)

حضرت مولانا محی الدین رحمہ اللہ ایک شریف النفس اور نفیس الطبع انسان ہونے کے ساتھ اچھی صلاحیت کے مالک تھے، اللہ تعالی نے آپ کی ذات میں صالحیت اور صلاحیت کو جمع فرما دیا تھا۔ اگر تدریسی خدمات انجام دیتے رہتے تو ایک باکمال استاذ کی حیثیت سے معروف ہوتے، تحریر وتقریر کی صلاحیتوں سے بھی اللہ تعالی نے نوازا، زبان وبیان کی فصاحت کے ساتھ ادبی ذوق بھی ملا تھا۔

ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہی حاصل کی، حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ اس زمانہ میں اسی بستی کے اندر دار العلوم معینیہ میں تعلیم وتربیت کی خدمت انجام دے رہے تھے، آپ نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے تعلیم وتربیت حاصل کی وہ آپ کے بڑے ہی مشفق استاذ ومربی رہے، اعلی تعلیم کے لئے مفتی صاحب رحمہ اللہ ہی نے آپ کو لے جا کر مفتاح العلوم، مئو میں داخلہ کرایا، اور وہیں سے آپ کی فراغت ۱۹۵۶ء میں ہوئی، فراغت کے بعد چند سالوں تک مختلف مسجدوں میں امامت وخطابت اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی خدمات انجام دیں۔

آپ بزرگوں کی صحبت سے مستقل فیضیاب ہوتے رہے، حضرت مولانا عبد الرشید رانی ساگری رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھی رحمہ اللہ سے فیض حاصل کیا، حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں چار ماہ رہے، انہیں سے آپ کو بیعت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، ان کے بعد آپ ۱۹۶۴ء میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ سے وابستہ ہوئے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ سے بیعت کی خواہش ظاہر کی۔

علم دین کو ذریعہ معاش بنانے کے بجائے آپ نے ہومیوپیتھک کی پریکٹس کی اور اس موضوع کی کتابیں پڑھ کر ہی امتحان دیا، اور ڈگری حاصل کی، بعض ماہر ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی صحبت میں رہ کر تجربات بھی حاصل کئے، چنانچہ آپ ڈاکٹری کے پیشہ سے اخیر وقت تک وابستہ رہے، اور لوگوں کے درمیان ڈاکٹر صاحب سے معروف رہے۔

حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کے بعد ۱۹۶۴ء میں آپ حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ سے وابستہ ہوگئے، بیعت کی خواہش ظاہر کی تو مولانا علی میاں رحمہ اللہ نے فرمایا آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے، کبھی اگر کچھ محسوس کریں تو پوچھ لیں، ۱۹۷۱ء میں مولانا علی میاں نے از خود آپ کو اجازت وخلافت عطا کی۔ دو دن تک حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ مولانا محی الدین رحمہ اللہ سے ان کی صلاح وتقوی کو دیکھتے ہوئے یہ فرماتے رہے کہ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے، دوسرے دن پھر کہا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے، مگر دونوں دن انتظار میں گزرے اور بات نہیں ہوئی، تیسرے دن مسجد تکیہ کلاں میں حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ ٹہلتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور مولانا محی الدین صاحب صحن مسجد میں جھاڑو دے رہے تھے، تلاوتِ قرآن کریم سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا مولوی محی الدین صاحب مجھے حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ سے نسبت حاصل ہے، میں یہ نسبت آپ کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہوں، آپ میں اس کی اہلیت موجود ہے، اللہ کا شکر ادا کریں اور دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھیں، مولانا برابر نفی کرتے رہے بلکہ تقریباً پانچ منٹ تک روتے رہے اور اس ذمہ داری سے بچنے کی کوشش کرتے رہے، حضرت مولانا رحمہ اللہ کے اصرار پر قبول کیا، حضرت مولانا رحمہ اللہ نے پھر فرمایا کہ دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھیں، مولانا پر تواضع وانکسار ایسا غالب رہا اور ہے کہ انہوں نے اجازت وخلافت ملنے کے باوجود کبھی کسی کو بیعت نہیں کی، بلکہ اس حیثیت سے اپنے کو مشہور ہونے سے بچائے رکھا، اپنے کو مستور الحال اور گمنام رکھنا ہی پسند فرماتے رہے۔

حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ آپ کو از راہ شفقت ومحبت اپنا مخلص دوست فرمایا کرتے تھے، کبھی طالب بھائی کہتے، دستر خوان پر اپنے ساتھ بغل میں بٹھایا کرتے تھے۔

تکیہ کلاں رائے بریلی ہر سال خصوصاً ماہ رمضان میں آپ کی حاضری ہوتی، وہیں قیام رہتا، آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے، اس دوران حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ آپ کا خاص خیال رکھتے، عید کی نماز کے بعد حضرت سے جب ملاقات ہوتی تو وہ آپ کو دیکھ کر خاص طور پر یہ شعر پڑھتے:

عیدگاہ ما غریباں کوئے تو　　انبساط عید دیدن روئے تو

آپ نے اپنے ان تمام بزرگوں کی صحبتوں اور خدمتوں کے تجربات کا نچوڑ اور خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''تربیت کے لئے اہل اللہ کی صحبت اور خدمت دونوں ضروری ہیں۔''

آپ نے ۲۰۰۱ء میں اپنا حج فرض ادا فرمایا، بیگوسرائے سے بذریعہ ٹرین کلکتہ گئے اور وہاں سے جدہ، جدہ رات کے ڈیڑھ بجے پہنچے، وہاں سے علی الصباح بذریعہ بس مکہ مکرمہ گئے، حج کے اس سفر میں مکہ ومدینہ کے مقدس مقامات کی زیارت کی، اس سفر میں آپ نے فرمایا کہ چار چیزیں بہت ہی اہم نظر آئیں، (۱) بیت اللہ دیکھ کر دل پسیج گیا۔ (۲) قبا کی نماز کی کیفیت ہی الگ محسوس ہوئی۔ (۳) عرفات کا قیام اور آہ وزاری۔ (۴) روضہ اقدس کی حاضری اور صلاۃ وسلام کا موقع۔ سفر حج میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ملا کر ڈیڑھ ماہ کا قیام رہا۔

انتقال سے پندرہ بیس دن قبل بیماری شروع ہوئی تھی، آہستہ آہستہ کمزوری بڑھتی چلی گئی، حسب امکان علاج جاری رہا، ہاسپٹل میں داخل ہونے سے بچتے رہے، نماز کی فکر لگی رہی، بیگوسرائے کے دو ہاسپٹل میں داخل کرائے گئے مگر جلد ہی وہاں سے نکل آئے، انتقال سے تقریبا دس دن قبل آواز بھی بند ہوگئی، شعور باقی رہا، بے چینی کی کیفیت رہی، مشورہ سے پٹنہ کے ایمس میں داخل کیے گئے اور یہیں ہاسپٹل میں ۷/ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۰/ نومبر ۲۰۲۴ء روز اتوار دن گزار کر شام کے سوا چھ بجے دار فانی سے دار بقا کو کوچ فرما گئے، رات ہی میں جنازہ پوکھریا، بیگوسرائے لے جایا گیا، پھر وہاں سے صبح کے وقت آبائی وطن سانحہ بیگوسرائے اور وہیں ساڑھے دس گیارہ بجے دن میں تجہیز وتکفین کے بعد جنازہ کی نماز ہوئی اور تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالی آپ کی مغفرت فرمائے اور نیکیوں کو صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرمائے۔ آمین!

کتابوں کی دنیا

قلم: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عہدِ جاوداں

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی امیر شریعت سابعؒ کی شخصیت اوالعزمی، جواں مردی، ملت کے لئے فکرمندی، اسلامی احکام وروایات، اخلاق واقدار کی پاسداری، قوت فیصلہ، ہر فیصلوں کے نفاذ کی عملی صلاحیت، جرأت وبے باکی میں اپنے عہد میں ممتاز ہی نہیں ممتاز ترین تھی، معاملہ مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا ہو یا امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کا، رحمانی تھرٹی کا ہو یا عوام وخواص کی روحانی تربیت کا، مدارس کی سرپرستی کا ہو یا عصری تعلیمی اداروں کے فروغ کا، اردو کی ترویج واشاعت کا ہو یا تہذیبی تحفظ کا، ہر موقع پر حضرت کی جدوجہد مثالی تھی، وہ انتہائی دور اندیش، مدبر اساسی اتار چڑھاؤ اور اس کے مضر ومفید اثرات پر گہری نظر رکھنے والے تھے، انہوں نے برسوں ودھان پریشد کے رکن اور چیرمین کی حیثیت سے کام کیا تھا، اس لئے سیاسی حضرات کے داؤ پیچ اور اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی ناپاک سازشوں اور مسلمانوں کو ہندوستان میں نام کی حد تک مسلمان رکھنے کی مہم سے پورے طور پر واقف تھے، اس لئے ان کے منصوبوں، سازشوں اور مہم کو ناکام کرنے کے طریقوں سے مسلمانوں کو واقف کراتے رہتے تھے اور اقتدار کے مسند نشینوں کو اس طرح تنبیہ کرتے تھے کہ ان کے منصوبوں پر خاک پڑ جاتی تھی، یوسی سی اور تین طلاق پر حکومت کی قانون سازی پر جو تحریک پورے ملک میں انہوں نے چلائی اور بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ میں خصوصیت کے ساتھ امارت شرعیہ کے ذمہ داروں نقباء اور عام مسلمانوں کو کھڑا کر دیا وہ تاریخ کا روشن باب ہے، ہوسکتا ہے کسی کو بعض موقعوں سے امیر شریعت سابعؒ کے طریقۂ کار سے اختلاف رہا ہو لیکن ان کے خلوص اور ملت کے لئے جاں نثاری کے ان کے جذبہ اور خدمات پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی، امیر شریعت سابعؒ ایک انسان تھے، فرشتہ نہیں، ان کو فرشتہ ثابت کرنے کی ہر کوشش مقام انسانیت سے فروتر کرنے کی کوشش ہے، حالاں کہ مقام عبدیت اور مقام انسانیت، مقام ملوکیت سے انتہائی فزوں تر ہے اور حضرت امیر شریعت ان دونوں مقام کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کے وصال کے بعد ارریہ اجلاس میں آپ کا انتخاب بحیثیت امیر شریعت سابع ہوا، اور وصال تک اس مقام پر فائز رہے، مدت کم وبیش پانچ سال کی ہی ملی لیکن انہوں نے امیر بننے کے بعد پہلی مجلس میں فرمایا تھا کہ بہت کچھ بدلے گا، اور واقعی انہوں نے امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام کی غرض سے بہت کچھ بدل کر رکھ دیا، یہ وہ دور تھا جب امارت شرعیہ کے ارکان ثلثہ جن کے دور کو امارت شرعیہ کا زریں دور کہا جاتا ہے، ہم سے بچھڑ گئے، امیر شریعت رابعؒ کے انتقال کو زمانہ گذر چکا تھا، قاضی القضاۃ مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ اور اپنی انتظامی صلاحیت اور عرصہ دراز تک ناظم کے عہدے پر فائز اور بعد میں امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ نے بھی رخت سفر باندھ لیا تھا، ایسے میں امارت شرعیہ کے اعتبار، اعتماد اور وقار کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اسے آگے بڑھانے کا کام کیا۔ وہ اپنے والد حضرت مولانا منت اللہ رحمانی امیر شریعت رابعؒ کی طرح ہی مردم شناس اور رجال ساز تھے، انہوں نے جناب عبد الرافع صاحبؒ کے انتقال کے بعد مجھے ہفت روزہ نقیب کا ایڈیٹر بنایا، میرے احباب میں سے کئی ان سے بار بار کہتے رہے کہ اس عہدہ پر کسی انگریزی اور ہندی داں کو لانا چاہئے لیکن حضرت نے سب کی زبان کو یہ کہہ کر بند کر دیا کہ مفتی صاحب ہندی اچھی جانتے ہیں، انگریزی پڑھ اور سمجھ لیتے ہیں، اردو میں مختلف موضوعات پر ان کے اندر لکھنے کی بھرپور صلاحیت ہے، نقیب کے ایڈیٹر کے لئے اس سے زیادہ قابلیت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہدایت کے مطابق نقیب نے ظاہری و معنوی طور پر ترقی کے بڑے مراحل طے کئے۔

میری طرح انہوں نے اور کئی لوگوں کا انتخاب کیا، مولانا حکیم محمد شبلی قاسمی صاحب کو پہلے نائب ناظم اور مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کے بعد انہیں قائم مقام ناظم بنایا، ان کی تنظیمی اور انتظامی تربیت فرمائی اور انہیں امارت شرعیہ کے کاموں کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے کا سلیقہ بخشا، یہی وجہ ہے کہ وہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ آج بھی امیر شریعت ثامن مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم وہدایت کے مطابق اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد شبلی قاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے امیر شریعت سابعؒ کی خدمات جو امارت شرعیہ کے حوالہ سے ہیں انہیں انتہائی سلیقہ کے ساتھ مرتب کر دیا ہے، یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جو امارت شرعیہ کے پانچ سالہ خدمات پر محیط ہے، اس میں جس چابک دستی سے حضرت امیر شریعت سابعؒ کے دور میں ہوئے کام کی جزئیات کا احاطہ کیا گیا ہے امارت شرعیہ کے موجودہ لٹریچر میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی، مفکر ملت امیر شریعت ثامن نے بجا طور اسے عقیدت مندی کے قلم سے لکھی گئی کتاب قرار دیا ہے جو صد فی صد صحیح ہے۔

قائم مقام ناظم کے لئے اس اہم کتاب کی تالیف اس لئے ممکن ہو سکی کہ تمام جزئیات ان کی دسترس میں تھے اور کسی بھی کاغذ تک ان کی رسائی آسان تھی، اس کا لب ولہجہ لکھنے کا اسلوب تعبیرات بھی ان کی دوسری کتابوں سے الگ ہیں، اس کتاب کے بعد پیراگراف اور جملوں کو ادب کا اعلیٰ نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے، روانی، برجستگی اور ترتیب کی سلیقگی کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ممتاز ہے۔

میری خواہش ہے کہ قائم مقام ناظم صاحب تمام امراء شریعت کے دور پر الگ الگ جلدوں میں کتاب مرتب کر دیں، امارت کی پوری تاریخ اب تک کی آٹھ جلدوں میں مکمل ہو جائے گی اور حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ کی تاریخ امارت اور حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحیؒ کی امارت شرعیہ دینی جدوجہد کا روشن باب کے الگ سے تکملہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی، وہ چاہیں تو اپنی ترتیب نیچے سے بھی رکھ سکتے ہیں، یعنی امیر شریعت سابع کے بعد سادس، خامس، رابع وغیرہ، اگر وہ اپنی مشغولیات سے کچھ وقت ان کاموں کے لئے نکال سکے تو یہ بڑا کام ہو جائے گا اور صرف اس ایک کتاب کی وجہ سے وہ علمی دنیا میں بقاء دوام پاسکیں گے، میں اس اہم تاریخی اور دستاویزی کتاب کی تالیف پر مولانا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس کتاب کے قبول عام وتام اور مولانا کے لئے صحت وعافیت کے ساتھ درازی عمر اور خدمات کے تسلسل کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

سلطان شمس الدین التمش کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق: حضرت نظام الدین اولیاءؒ بیان فرماتے ہیں کہ سلطان شمس الدین التمش کی خواہش تھی کہ دہلی کے قریب ایک ایسا حوض بنواؤں جس سے دہلی کے لوگ جو پانی کی قلت سے پریشان ہیں ان کی پریشانی دور ہو، سلطان نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ شمس الدین اگر تو حوض بنانا چاہتا ہے تو اس جگہ بنا جہاں میں کھڑا ہوں، شمس الدین التمش نیند سے جاگا تو اس نے اس جگہ کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی خوب ذہن نشین کرلیا، پھر خواجہ بختیار کاکیؒ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے، اس لئے آپ کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں، خواجہ صاحبؒ کو کشف کے ذریعہ اس جگہ کا پہلے ہی علم ہوگیا تھا، آپ نے جواباً کہلوایا دیا کہ وہ جگہ جو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تالاب کے لئے بتائی ہے مجھے پہلے ہی معلوم ہے، میں اسی جگہ جارہا ہوں آپ بھی فوراً وہیں آجایئے، بادشاہ نے خواجہ صاحبؒ کا جواب سنا تو گھوڑے پر بیٹھ کو فوراً اس طرف روانہ ہوگیا، وہاں خواجہ صاحبؒ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سلطان نے آگے بڑھ کر ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اس مقام کی زیارت کی، اس جگہ حضور سرور کائناتؐ کے گھوڑے کے قدم کا نشان تھا، تھوڑی ہی دیر میں اس نشان سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا، سلطان نے اسی مقام پر ایک گنبد تعمیر کرایا اور ایک حوض بنوادیا۔

ماں کی خدمت: حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ماں کی خدمت سے بڑھ کر کسی شے سے فیض نہیں پایا، ایک رات والدہ صاحبہ نے مجھ سے پانی مانگا، میں نے کوزے میں دیکھا تو وہ خالی تھا، پھر گھڑا دیکھا تو اس میں بھی پانی نہ پایا، میں دوڑتا ہوا ندی پر گیا، وہاں سے پانی لایا، اس اثنا میں والدہ صاحبہ سوگئی تھیں، میں پانی کا کوزہ ہاتھ میں لئے ہوئے ساری رات اس انتظار میں کھڑا رہا کہ وہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں، سخت سردی کا موسم تھا، میرا ہاتھ ٹھٹھر گیا، لیکن والدہ صاحبہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا، جب وہ خواب سے بیدار ہوئیں تو مجھے اس حالت میں کھڑا دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور پھر پانی پی کر مجھ کو بے شمار دعائیں دیں، اسی دن سے میں نے دیکھا کہ میرا قلب انوارِ الٰہی سے معمور ہوگیا۔

یہ بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اذیت بھی پہنچی اور شہید بھی بہت سے ہوئے، مدینہ طیبہ میں وحشت اثر خبر پہنچی تو عورتیں پریشان ہوکر تحقیق حال کے لئے گھر سے نکل پڑیں، ایک انصاری عورت نے مجمع کو دیکھا تو بیتابانہ پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ اس مجمع میں سے کسی نے کہا تمہارے والد کا انتقال ہوگیا، انہوں نے اناللہ پڑھی اور پھر بے قراری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی، اتنے میں کسی نے خاوند کے انتقال کی خبر سنائی اور کسی نے بیٹے کی اور کسی نے بھائی کی کہ یہ سب شہید ہوگئے ہیں، مگر انہوں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں تشریف لارہے ہیں، اس سے اطمینان نہ ہوا کہنے لگیں کہ مجھے بتاؤ کہاں ہیں، لوگوں نے اشارہ کرکے بتایا کہ اس مجمع میں ہیں، یہ دوڑی ہوئی گئیں اور اپنی آنکھوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ٹھنڈا کرکے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زیارت ہوجانے کے بعد ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ وسلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پرواہ نہیں، اس قسم کے متعدد قصے اس موقع پر پیش آئے ہیں، اسی وجہ سے مؤرخین میں ناموں میں اختلاف بھی ہوا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس طرح کا واقعہ کئی عورتوں کو پیش آیا ہے، حفیظ جالندھری نے اس واقعہ کی یوں منظر کشی کی ہے:

چلی تھی ایک ضعیفہ جستجوئے حال کرنے کو
کسی اچھی خبر کا بڑھ کر استقبال کرنے کو
گئے تھے جنگ میں اس کے برادر اور شوہر بھی
نچھاور کردیئے تھے اس نے فرزندوں کے گوہر بھی
ملے راستے میں ان سب کی شہادت کے پیغام اس کو
سنائے جارہے تھے خاص وعام اس کو
مگر اس کی زباں پر ایک ہی اسم گرامی تھا
اسی کا نام نامی تھا جو مظلوموں کا حامی تھا
بھائی کا نہ بیٹوں کا نہ شوہر کا خیال آیا
رسول اللہ کیسے ہیں یہ لب یہ سوال آیا
کہا کہ چل کر دکھا دو مجھ کو صورت کملی والے کی
کہ ان تاریک آنکھوں کو ضرورت ہے اجالے کی
نظر آیا کہ ہاں جلوہ فگن نور تجلی ہے
پکار اٹھی کہ اب میری تسلی ہی تسلی ہے
نسلی ہے، پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے
کوئی پرواہ نہیں، سارا جہاں زندہ سلامت ہے

سید امین گیلانیؒ کی والدہ: شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی اپنی اسیری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ کو دفتر میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں، میں دفتر میں پہنچا تو دیکھا کہ میری والدہ صاحبہ مع میری اہلیہ اور بیٹے سلمان گیلانی کے جس کی عمر اس وقت سواڈیڑھ سال کی تھی، بیٹھے ہوئے تھے، والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اٹھیں اور سینے سے لگایا، ماتھا چومنے لگیں، حال احوال پوچھا، ان کی آواز گلوگیری تھی، سپرنٹنڈنٹ نے محسوس کرلیا کہ وہ رورہی ہیں میرا بھی جی بھرآیا، آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، یہ دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ نے کہا اماں جی! آپ رورہی ہیں، بیٹے سے کہیں (ایک فارم بڑھاتے ہوئے) کہ اس پر دستخط کردے تو اسے ساتھ لے جائیں، ابھی معافی ہوجائے گی! میں بھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اسے جواب دے سکوں، والدہ صاحبہ تڑپ کر بولیں کیسے دستخط، کہاں کی معافی، میں ایسے دس بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کردوں، میرا رونا شفقت مادری ہے، یہ سن کر سپرنٹنڈنٹ شرمندہ ہوگیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہوگیا'' (تحریک نبوت)

معصوم کا عذاب الٰہی سیڈر: ایک بزرگ نے ایک بچے کو دیکھا کہ وہ بہت رورو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کررہا تھا ''اے اللہ! مجھے جہنم کے عذاب سے بچالے، اے اللہ! مجھے جہنم سے بچا''۔ بزرگ نے اس سے کہا ''اے معصوم بچے! تم اتنا کیوں رو رہے ہو؟ تمہیں دوزخ کی آگ کا کیا ڈر ہے؟ تم تو ابھی بہت چھوٹے ہو، بھلا تمہیں خدا گناہ کے بغیر کیوں عذاب دے گا''۔ بچے نے جواب دیا ''میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ جب وہ چولہے میں آگ جلاتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں آگ میں رکھتی ہے پھر ان کے اوپر بہت سی بڑی لکڑیاں جماتی ہیں، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قیامت کے دن بھی ایسا نہ ہو''

عہد فاروقی کا ایک سبق آموز واقعہ: امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک مرتبہ شدید سرد اور تاریک رات میں ایک جگہ آگ کی روشنی دیکھی، چنانچہ وہاں تشریف لے گئے، ساتھ جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے، حضرت عمرؓ نے آگ کے پاس ایک عورت کو دیکھا جس کے تین بچے زار وقطار رو رہے تھے، ایک بچہ کہہ رہا تھا: امی جان! ان آنسوؤں پر رحم کھاؤ اور کچھ کھانے کو دو، دوسرا بچہ یہ کہہ رہا تھا: امی جان! لگتا ہے شدت بھوک سے جان چلی جائے گی، تیسرا بچہ کہہ رہا تھا: امی جان! کیا موت کی آغوش میں جانے سے پہلے مجھے کچھ کھانے کو نہیں مل سکتا؟ حضرت عمر بن خطابؓ آگ کے پاس بیٹھ گئے اور اس عورت سے پوچھا: اے اللہ کی بندی! تیری اس حالت کا ذمہ دار کون ہے؟ عورت نے جواب دیا: اللہ اللہ! میری اس حالت کا ذمہ دار امیر المؤمنین عمرؓ ہے، حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا: کوئی ہے جس نے عمرؓ کو تمہارے حال سے آگاہ کیا ہو؟ عورت نے جواب دیا: ہمارا حکمران ہوکر وہ ہم سے غافل رہے گا؟ یہ کیسا حکمران ہے جس کو اپنی رعایا کی کچھ خبر نہیں؟ یہ جواب سن کر حضرت عمر بن خطابؓ (راتوں رات) بیت المال گئے اور دروازہ کھولا، بیت المال کا محافظ (چوکیدار) بولا: خیر تو ہے امیر المؤمنین؟ حضرت عمرؓ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور آٹے کی ایک بوری، گھی اور شہد کا ایک ڈبہ بیت المال سے نکالا اور چوکیدار سے فرمایا: انہیں میری پیٹھ پر لاددو، چوکیدار نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ چاہتے کیا ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میری پیٹھ پر لاددو، چوکیدار نے عرض کیا: آپ یہ چیزیں اپنی پیٹھ پر نہ لادیں، اے امیر المؤمنین! حضرت عمرؓ نے فرمایا: میری پیٹھ پر یہ سامان لاددو، چوکیدار نے کوشش کی کہ امیر المؤمنین کا تیار کردہ سامان خود اپنی پیٹھ پر لادلے لیکن امیر المؤمنین نے سختی سے انکار کیا اور اس سے یوں مخاطب ہوئے: ''تیری ماں تجھے کھودے! یہ سامان میری پیٹھ پر لاددو، کیا قیامت کے روز تم میرے گناہوں کا بوجھ اٹھاؤ گے؟'' یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے آٹا، گھی اور شہد اپنی پیٹھ پر لادلیا۔

جب اس عورت کے ہاں پہنچے تو آگ کے پاس بیٹھ گئے اور ان بچوں کے لیے کھانا پکایا، جب کھانا تیار ہوگیا تو اس میں گھی اور شہد کی آمیزش کی اور اپنے مبارک ہاتھ سے بچوں کو کھانا کھلایا، یہ منظر دیکھ کر ان یتیم بچوں کی ماں کہنے لگی: ''قسم اللہ کی! تم عمرؓ سے کہیں زیادہ منصب خلافت کے اہل ہو'' حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی! کل عمرؓ کے پاس جانا، وہاں میں ہوں گا اور تمہارے معاملات کے متعلق اس سے سفارش کروں گا، یہ کہہ کر حضرت عمرؓ واپس آگئے اور ایک چٹان کے پیچھے آکر بیٹھ گئے اور ان بچوں کو دیکھنے لگے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: آیئے، واپس چلتے ہیں کیونکہ رات بہت ہی ٹھنڈی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اپنی جگہ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک ان بچوں کو ہنستا نہ دیکھ لوں، جیسے میں نے آتے وقت انہیں روتے ہوئے دیکھا تھا، جب اگلے روز کا سورج طلوع ہوا تو ان یتیم بچوں کی ماں دربار خلافت میں گئی، وہاں اس نے دیکھا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعودؓ کے مابین ایک شخص تشریف فرما ہے اور وہ دونوں حضرات اسے امیر المؤمنین کہہ کر مخاطب کررہے ہیں اور یہ وہی شخص تھا جس نے گزشتہ رات اس عورت اور اس کے بچوں کی خدمت میں گزاردی تھی اور جس سے اس نے کہا تھا ''اللہ اللہ! میری اس حالت کا ذمہ دار عمرؓ ہے، چنانچہ جب عورت کی نگاہ حضرت عمرؓ پر پڑی تو گویا اس کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی۔

امیر المؤمنین نے عورت سے فرمایا: اللہ کی بندی! تیرا کوئی قصور نہیں، چل بتا، تو اپنی شکایت کتنی قیمت کے عوض فروخت کرے گی، عورت گویا ہوئی: معاف فرمایئے اے امیر المؤمنین! حضرت عمرؓ نے فرمایا: قسم اللہ کی! تو اس جگہ سے ہٹ نہیں سکتی جب تک کہ میرے ہاتھ اپنی شکایت بیچ نہ دو۔

بالآخر حضرت عمرؓ نے اس بیوہ خاتون کی شکایت اپنے مالِ خاص سے چھ سو درہم کے عوض خرید لی اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کو کاغذ قلم لانے کا حکم دیا اور یہ تحریر قلمبند کرائی: ''ہم علیؓ اور ابن مسعودؓ اس بات پر گواہ ہیں کہ فلاں عورت نے اپنی شکایت امیر المؤمنین عمرؓ بن خطاب کے ہاتھ فروخت کردی''۔

پھر امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: ''جب میری وفات ہوجائے تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ میں اس کو لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں'' (البدایہ والنہایہ، علامہ ابن کثیر)

خوبصورت سفارش: ایک دفعہ ایک شخص حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بادشاہ کے پاس میری سفارش کردیجئے، اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن سریر آرائے حکومت تھا جو آپ کا ارادت مند اور خسر تھا، آپ نے قلم اٹھایا اور اسی وقت سلطان کے نام یہ سفارش لکھ دی۔

میں نے اس شخص کا مقصد حق تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ نے اسے کچھ عطا کردیا تو یہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی دین ہوگی اور آپ شکریہ کے مستحق ہوں گے اور اگر آپ اسے کچھ نہ دیں گے تو درحقیقت روک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اور آپ معذور ہوں گے۔

شاہی پوشاک میں ایک درویش: اورنگ زیب عالم گیر ہی صرف ایک ایسا بادشاہ تھا جسے رعایا، دانشوروں اور مؤرخین نے ''شاہی پوشاک میں ایک درویش'' کہا، وہ سادہ، بااصول زندگی گزارنے والا ایسا حکمراں تھا جسے دنیا نے تمام ہندوستانی خزانوں کا بادشاہ مانا، مگر باقی خرچ چلانے کے لئے زندگی بھر اپنے ہاتھوں سے ٹوپیاں سیتا اور قرآن کے صفحات لکھتا رہا، سب کچھ ہونے کے باوجود اس نے اپنی مٹی کی کچی قبر کو صرف ہری گھاس سے سجانے کی وصیت وفات سے قبل کی تھی اور کہا تھا کہ ٹوپیوں کی سلائی سے جو رقم اس نے جمع کی ہے کفن اسی سے خریدا جائے۔

Scanned with CamScanner

کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

سید سرفراز احمد

دنیا کا نظام چلانے والی ذات اللہ کی ہے جس نے زمین وآسمانوں کی تخلیق کی ہے بلکہ اس زمین پر موجود ہر جاندار و بے جان کو بہترین سانچے میں بھی ڈھالا ہے جس نے سب سے بہترین تخلیق انسان کی ہے جس کو فطرت نے عقل وشعور سوچنے والا دل عطا کیا ہے تاکہ وہ اس حقیقی تخلیق کار کو پہچان سکے جو دونوں جہاں کا مالک ہے لیکن انسانوں کا اپنا بنایا ہوا کلچر جو خود ایک ناقص موقف رکھتا ہے اس نے فطرت میں ہی نقائص ٹٹولنا شروع کیا جدید ٹکنالوجی کے نام پر قدرت کی کاریگری پر قدغن لگانے سے بھی پیچھے نہیں ہٹا گیا بلکہ قدرت کی تخلیقات سے مقابلہ کرنے کی ہمہ تن کوشش کرتا ہے جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ انسان نہ تو اس کی بنائی ہوئی زمین کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے، نہ آسمان کی بلندیوں کو ناپ سکتا ہے پھر بھی للکارنے کی ناکام کوشش کرتا رہتا ہے لیکن یہ بات طئے شدہ ہے کہ انسان جب کبھی بھی قدرت سے پنگا لینے کی کوشش کی ہے تو منہ کی ہی کھانی پڑی ہے۔

ہمارے ملک میں کبھی بڑھتی آبادی پر ہنگامہ ہوتا ہے تو کبھی گھٹتی آبادی پر آخر یہ شوروغل کیوں ہوتا ہے؟ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ حد تو یہ بھی ہو جاتی ہے کہ ملک میں مسلمانوں کی بڑھتی آبادی پر منفی پروپیگنڈے چلائے جاتے ہیں جو محض ایک سیاسی بھوک کے مترادف ہے لیکن ملک کی اکثریت اس سچ کو جانے بغیر اس منفی پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتی ہے کسی بھی ملک کے لیئے بڑھتی آبادی نہ کبھی مسئلہ بنا ہے نہ کبھی مستقبل میں بن سکتا ہے ہاں گھٹتی آبادی ضرور تشویش کا باعث بن سکتی ہے اب یہ سوال سامنے آئے گا کہ بڑھتی آبادی سے ملک کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا سچ یہ ہے کہ یہ صرف ایک وہمی بیماری ہی ہو سکتی ہے چونکہ مسائل بڑھتی آبادی سے نہیں بلکہ گھٹتے وسائل سے پیدا ہوتے ہیں۔

فطرت نے اس دنیا میں وسائل کی کمی نہیں رکھی ہے اگرچہ کہ انسان ان تک پہنچ سکے چین کی مثال ہمارے سامنے ہے جس کی آبادی چند سال پہلے تک دنیا کی سب سے بڑی آبادی تھی لیکن اب بھارت نے سبقت حاصل کرتے ہوئے اول مقام حاصل کرلیا سروے کے مطابق آج بھارت کی کل آبادی 1.45 بلین ہے وہیں چین کی آبادی 1.42 بلین ہے آبادی کے بڑھنے سے جو مسائل پیش آتے ہیں اس کا اصل نکتہ وسائل کی کمی ہے لیکن چین میں وسائل کی کمی نہیں ہے آج بھی چین طاقتور ترین ممالک میں سرفہرست ہے، دنیا کے سب سے مصروف ترین لوگ چین کے ہیں جو کم وقت میں زیادہ کام پر توجہ دیتے ہیں روزگار کی کوئی کمی نہیں ہے چین کے لوگ غیر ممالک جاکر روزگار نہیں کرتے وجہ یہی ہے کہ ان کے یہاں آبادی کے ساتھ ساتھ وسائل کو پیدا کیا گیا لیکن ہمارے ملک میں وسائل کے اضافے پر توجہ دینے کے بجائے بڑھتی آبادی پر قابو پانے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں یعنی اس چیز کو مرض ایک ہے اور دوا دوسری کے مترادف کہا جاسکتا ہے جو ایک ترقی یافتہ ملک کی نشانی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

چند روز قبل آندھراپردیش کے وزیراعلی چندرابابو نائیڈو نے ریاست میں گھٹتی آبادی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے دو سے زائد بچوں کی تولید کا مشورہ دیا مزید کہا کہ دو سے زائد بچے پیدا کرنے والوں کو حکومتی اسکیمات اور بلدیاتی انتخابات میں ٹکٹ فراہم کرنے کا اعلان کیا ٹھیک اس کے ایک روز بعد ٹاملناڈو کے وزیراعلی اسٹالن نے ایک اجتماعی شادی کی تقریب میں شرکت کرتے ہوئے نوبیاہتا جوڑوں کو سولہ بچے پیدا کرنے کا مشورہ دیا ان کے ذریعہ ریاست کی عوام کو بھی یہی پیغام دیا سوال یہ ہے کہ جس ملک میں آبادی کے بڑھنے کا خدشہ لگا ہوا ہے آج اس ملک کے جنوبی ہند کی ریاستی حکومتیں زائد بچے پیدا کرنے کی ترغیب کیوں دے رہے ہیں؟ بتایا گیا کہ جنوبی ہند کی ان ریاستوں میں معمرین افراد کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور بچوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے یہ تشویش کا باعث بنا ہوا ہے۔

یہ قدرت کے کارخانے میں انسانوں کی دخل اندازی کا نتیجہ ہے شمالی ہند کی ریاستوں میں آبادی بڑھ رہی ہے اور جنوبی ہند کی ریاستوں میں آبادی گھٹ رہی ہے یہ مسئلہ صرف آندھرا اور ٹاملناڈو کو ہی نہیں ہے بلکہ جنوبی ہند کی دیگر تین ریاستیں تلنگانہ، کیرالا، کرناٹک میں بھی پیدا ہوا ہے توقع ہے کہ آئندہ دنوں میں ان ریاستوں سے بھی اعلان ہوگا کہ دو سے زائد بچے پیدا کیئے جائیں ایک وقت میں ہم دو ہمارے دو کا نعرہ دیا گیا تھا مسلمانوں کو حال ہی میں زائد بچے پیدا کرنے والے کا لقب دیا گیا تھا پھر آئندہ دس سالوں میں مسلمانوں کی آبادی ہندوؤں سے زائد ہو جانے کے منفی پروپیگنڈے چلائے گئے جو ابھی بھی چلائے جاتے ہیں ہم نے کچھ ماہ قبل ہی اے بی پی کے ایک پرانے سروے کا حوالہ دیا تھا کہ آئندہ سو سالوں میں بھی مسلمانوں کی آبادی اس ملک میں ہندوؤں پر سبقت نہیں لے جاسکتی۔

رپورٹ کے مطابق آندھراپردیش میں اس وقت جملہ آبادی کا 11 فیصد تناسب معمرین کا ہے جو 2047 میں بڑھ کر 19 فیصد تک جاسکتا ہے یہ بھی بتایا گیا کہ مردوں میں اس وقت تولیدی عمر 32 سے 33 سال ہے جبکہ خواتین میں 29 سال ہے جو بڑھ کر 2047 میں مردوں میں 40 اور خواتین میں 38 سال تک جانے کا قیاس لگایا گیا ٹوٹل فرٹیلیٹی ریٹ (TFR) میں جنوبی ہند کی پانچ ریاستوں کا اوسط قومی تناسب 2.1 کے مقابلے 1.73 ہے جب کہ شمالی ہند کی ہارٹ لینڈ ریاستوں اترپردیش، مدھیہ پردیش، جارکھنڈ، راجستھان اور بہار کا اوسط (TFR) ٹوٹل فرٹیلیٹی ریٹ 2.4 ہے جنوبی ہند میں گھٹتی آبادی پر سب سے زیادہ تشویش سیاسی پارٹیوں کو نظر آرہی ہے اس کی خاص وجہ ایک تو ووٹ بینک اور دوسرا 2026 میں لوک سبھا نشستوں میں اضافہ ہونے اور ان کو ترتیب دینے کے امکانات ہیں یعنی لوک سبھا کی موجودہ تعداد سے 543 سے بڑھا کر 753 تک کیا جاسکتا ہے جو آبادی کی مناسبت سے ہی بڑھائے جاسکتے ہیں شائد اسی لیئے اس پر تشویش جتائی جارہی ہے جب کہ بڑھتی آبادی کو روکنا ہی خود ایک سنگین مسئلہ ہے۔

جن غلطیوں کو ماضی میں دہرایا گیا آج یہ اس کا خمیازہ ہے نائیڈو نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ایک وقت میں ہم نے خود کہا تھا کہ آبادی پر کنٹرول کریں لیکن اب کہہ رہے ہیں کہ آبادی ہی ہمارا اہم اثاثہ ہے۔ یقیناً آبادی ہر ملک کا قومی اثاثہ ہوتا ہے جو ملک وقوم کے مفاد میں بہتر ہی ثابت ہوسکتا ہے اب آتے ہیں ہم ان اہم سوالات کی طرف کہ اگر نسلیں اسی رفتار سے دنیا میں آنکھیں کھولیں گی تو ملک کے مفاد میں کیا کیا نقصانات پیش آئیں گے؟ اول تو سب سے بڑا نقصان ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی کیونکہ کسی بھی ملک کا سرمایہ معمرین نہیں نوجوان ہوتے ہیں اگر نسلیں نہیں آئیں گی تو ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی دوسرا معمرین میں اضافہ ہوگا جن کی دیکھ بھال اور خدمت کے لیئے افراد دستیاب نہیں ہونگے بلکہ جو چیز طئے شدہ ہے کہ دنیا سے جانے والے جاتے رہیں گے تو آنے والوں کو کیوں روکا جائے؟

تیسرا اگر اس فطرتی نظام کو انسان روکنے کی کوشش کرے گا تو جنسی طور پر عدم توازن کی کیفیت کا بھی مسئلہ پیدا ہوگا یعنی اگر لڑکوں کی بہ نسبت لڑکیوں کی تولید میں اضافہ ہوگا تو اس سے سماجی مسائل پیدا ہونگے آج بھی دنیا کے کئی ممالک آبادی کو بڑھانے کے لیئے حکومتی اعلانات کررہے ہیں غیر ممالک سے آنے والوں کو فوری طور پر شہریت دی جاتی ہے کیونکہ انھیں اس چیز کی قدر ہے جن کے یہاں موجود نہیں ہے اور ایک ہمارا ملک آبادی کو لے کر کبھی بھی ایک موقف پر اٹل نہیں رہا بلکہ کش مکش اور الجھن کا شکار ہوتا رہا آبادی کو روکنا خود ہماری ترقی میں رکاوٹ پیدا کرنے کے مترادف ہے غور طلب بات یہ کہ ہمارے ملک نے آبادی پر قابو کا نعرہ کا لگا کر کتنی ایسی ذہین نسلوں کو اس دنیا میں قدم رکھنے سے روکا ہوگا جو شائد اس ملک کی ترقی میں اہم رول ادا کرنے والے تھے۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت کو بڑھتی آبادی پر کبھی تشویش نہیں ہوئی حالانکہ مسلمان اس ملک کا صرف 20 فیصد حصہ ہے لیکن مسلمانوں نے کبھی اپنے ہم وطنوں کی اکثریت پر سوال کھڑا نہیں کیا وہ اسی لیئے کہ مسلمان آبادی کو اس زمین پر بوجھ نہیں سمجھتا بلکہ اس کا اس بات پر یقین ہے کہ پیدا کرنے والا اس کا رزق اور اس کی تقدیر لکھ کر پیدا کرتا ہے نہ وہ اپنی تقدیر کا کچھ حصہ کم حاصل کرسکتا ہے نہ زیادہ جب کہ سیاسی شعبدہ گراسی بیس فیصد مسلمانوں اور ان کی بڑھتی آبادی کا خوف دلا کر اکثریتی طبقے کی ذہن سازی کرتے ہیں اس سے تو خود ملک کے مفاد کا نقصان ہوتا ہے بہر حال ہمارے ملک کو اس بڑھتی آبادی کے خوف نے ترقی کی متضاد سمت زوال کی طرف ڈھکیل رہی ہے اور ہم اسی کش مکش میں مبتلاء ہیں آج جنوبی ہند میں گھٹتی آبادی کا بحران پیدا ہوا ہے شائد آنے والے کل میں یہی بحران شمالی ہند میں بھی پیدا ہوسکتا ہے پھر شائد ملک بھر میں بھی ہوسکتا ہے اس چنگل سے نکلنے کی سخت ضرورت ہے، چونکہ حال کی غلطی مستقبل کو بگاڑ سکتی ہے لہذا بڑھتی آبادی کا بہترین متبادل اور وسائل کو تلاش کرنا وقت کے حکمرانوں کی اہم زمہ داری ہے۔ بقول علامہ اقبال

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

ہندوستانی جیلوں میں مسلمان قیدیوں کی تعداد، ایک لمحۂ فکریہ

ابوسجاد مولیپوری

17 ستمبر 2022 کو دی وائر ویب سائٹ پر نیشنل کرائم ریکارڈ کی ایک چونکا دینے والی رپورٹ نظر سے گزری، رپورٹ میں ہندوستان کی جیلوں میں مسلم قیدیوں کے اعداد و شمار مذکور تھے، ان اعداد و شمار کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل نہیں ہوگا کہ سرکاری عملہ مسلم مخالفت اور انہیں برباد کرنے کے لئے کس حد تک پہنچ گیا ہے اور حکومتی سطح پر اسلاموفوبیا کی کوشش کس قدر تیز ہوگئی ہے، ذیل میں دئے گئے اخباری رپورٹ سے ہر شخص اس کا اندازہ کرسکتا ہے، نیز من حیث القوم مذکور رپورٹ ہمیں فکر دلاتی ہے کہ ان کی رہائی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ مستقبل میں قوم کو اس ذلت سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے جانے چاہئے؟

رپورٹ: نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے جاری جیلوں کی شماریات سے متعلق ایک رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں قانونی حراست میں رکھے گئے 30 فیصد سے زیادہ قیدی مسلمان ہیں، جو مسلم آبادی کے تناسب سے دوگنی تعداد ہے۔ جیل کی شماریات (اسٹیٹکس) انڈیا - 2021 کا حوالہ دیتے ہوئے دی ہندو نے بتایا ہے کہ 2021 میں ہندوستانی جیلوں میں حراست میں رکھے گئے قیدیوں میں 30 فیصد سے زیادہ مسلمان تھے، جبکہ مردم شماری - 2011 کے مطابق ملک کی آبادی میں مسلم کمیونٹی کی حصہ داری صرف 2.14 فیصد ہے۔ غور طلب ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں چار قسم کے قیدی رہتے ہیں۔ پہلے، مجرم، یعنی وہ لوگ جو کسی جرم کے مرتکب پائے گئے ہوں اور انہیں عدالت نے سزا سنائی ہو۔ دوسرے، زیر سماعت قیدی، جن پر اس وقت عدالت میں مقدمہ چل رہا ہو۔ تیسرے، حراستی، جن کو قانونی طور پر حراست میں رکھا گیا ہو۔ چوتھے، وہ جو ان تینوں زمروں میں سے کسی سے تعلق نہیں رکھتے اور جو قیدیوں کی مجموعی تعداد کا بہت چھوٹا حصہ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سال 2021 کے دوران، آسام میں 61 فیصد مجرم اور 49 فیصد زیر سماعت قیدی مسلمان تھے، جبکہ مسلم کمیونٹی ریاست کی آبادی کا 34 فیصد ہے۔ جن ریاستوں میں حراست میں رکھے گئے قیدیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے، وہاں حراست میں رکھے گئے مسلمانوں کی حصہ داری آبادی کے تناسب سے زیادہ پائی گئی۔ ان میں گجرات، اترپردیش، ہریانہ اور مرکز کے زیر انتظام جموں وکشمیر شامل ہیں۔ نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے جاری کردہ جیل کے اعداد و شمار - 2021 (جیل اسٹیٹکس انڈیا) کے حوالے سے دی ہندو نے اطلاع دی ہے کہ گجرات کی جیلوں میں کل 372 مسلمان حراست میں بند تھے، جو وہاں حراست میں بند کل قیدیوں کا 31 فیصد تھا۔ جبکہ گجرات میں مسلم آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق) 10 فیصدی ہے۔ اترپردیش کی بات کریں تو وہاں کی جیلوں میں 222 مسلمان قید تھے، جو وہاں کی جیلوں میں حراست میں بند کل قیدیوں کا 57 فیصد تھے۔ جبکہ اترپردیش میں مسلمانوں کی آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق 19 فیصدی ہے۔ وہیں جموں وکشمیر کی جیلوں میں سال 2021 میں 252 مسلمان حراست میں قید تھے۔ یہ تعداد وہاں کی جیلوں میں حراست میں بند کل قیدیوں کا 94 فیصد تھی۔ جبکہ اس یونین ٹیریٹری میں مسلم آبادی 69 فیصد ہے (2011 کی مردم شماری کے مطابق)۔ ہریانہ کی جیلوں میں تو حراست میں بند تمام قیدی مسلمان تھے۔ 2021 میں کل 41 قیدیوں کو ہریانہ کی جیلوں میں حراست میں رکھا گیا تھا، یہ بھی مسلمان تھے یعنی 100 فیصد۔ جبکہ ہریانہ میں مسلم آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق محض 7 فیصدی ہے۔" (ماخوذ: السٹریشن: پری پلب چکرورتی / دی وائر دہلی)

Scanned with CamScanner

جدید تعلیم سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

مولانا محمد میکائیل تابش قاسمی

انبیاء علیہم السلام کی وراثت اور رسولوں کا ترکہ علم ہے زبانی کو انگریزی زبان میں ایجوکیشن، نالج یا سائنس کہا جاتا ہے، یہ علم حضرت جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے، اس علم کے ذریعہ اسلام کے احکام کی پہچان ہوتی ہے اور حلال وحرام کے درمیان تمیز ہوتی ہے، علم پر ایمان کا محل کھڑا ہوتا ہے اور عبادات ومعاملات کی وضاحت وتشریح اسی علم سے ہوتی ہے، اس علم سے جنت کی راہ ملتی ہے اور سنت کی طرف دعوت دی جاتی ہے، علم روحانی بیماریوں کی دوا، شکوک وشبہات سے شفا، خواہشات وشہوات میں اعتدال، دلوں کی اصلاح اور دماغوں کی تقویت کا باعث ہے۔

اسلام میں تعلیم کی اہمیت و فضیلت: علم کی عظمت اور اہمیت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے پہلی وحی (اقرا) پڑھیے کی صورت میں نازل ہوئی، یہ علم ومعرفت کی فضیلت کی سب سے عظیم دلیل ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرنے کا حکم دیا ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا'' اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔'' (طٰہ 20:114)

اللہ تعالی نے آپ کو علم کے علاوہ کسی اور چیز کی مزید طلب کا حکم نہیں دیا؛ کیونکہ علم رضائے الٰہی کا سبیل، توفیق ایزدی کا باب اور دینی اور دنیوی کامیابی کا ذریعہ ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص احسان فرمایا کہ آپ کو علم اور معرفت ایمانی کی ایسی باتیں سکھائیں جو آپ نہیں جانتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفع بخش علم اور عمل صالح کے مزید حصول میں علماء کے لیے اسوہ اور طلبہ کے لیے نمونہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہِ مِنَ الْھُدٰی وَ الْعِلْمِ، کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیرِ اَصَابَ اَرْضًا'' ''اللہ تعالی نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے، اس کی مثال کثرت سے برسنے والی اس بارش کی طرح ہے جو زمین کو سیراب کرتی ہے'' (صحیح البخاری، العلم، حدیث: 79) اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر بھیجا، آپ نے لوگوں کو پسندیدہ اخلاق، عالی شان کاموں، عمدہ صفات اور اعلیٰ خوبیوں کا درس دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی ذمہ داری لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ'' ''بے شک یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا، جب اس نے ان میں ایک رسول بھیجا، وہ انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور یقیناً وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔'' (آل عمران 3:164) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْنِی مُعَنِّتاً، وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلٰکِنْ بَعَثَنِی مُعَلِّمًا مُیَسِّرًا'' ''بلاشبہ اللہ تعالی نے مجھے سختی کرنے والا اور لوگوں کے لیے مشکلات ڈھونڈنے والا بنا کر نہیں بھیجا؛ بلکہ اللہ نے مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے'' (صحیح مسلم، الطلاق، حدیث (1478) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ علم ایمان، یقین، احسان، معرفت، اطاعت اور پختگی کا نام ہے، یعنی رسول کے لائے ہوئے دین پر ایمان ہو، منقول اور معقول پر یقین ہو، معرفت ایسی ہو جو شکر پر آمادہ کرے اور اللہ کے دائمی ذکر پر ابھارے، اطاعت ایسی ہو جو حکم الٰہی کی تعمیل کا درس دے، آدمی منع کردہ کاموں سے باز آجائے اور تقدیر پر راضی رہے، پختگی ایسی ہو کہ جس کے ساتھ عبادت کی صحیح ادائیگی ہو اور مزید کی طلب پیدا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو علم حاصل کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کی ترغیب دی، خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: ''فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ'' ''جو موجود ہے وہ غیر حاضر کو میرا پیغام پہنچا دے؛ کیونکہ بہت سے لوگ جنھیں یہ پیغام پہنچے گا، وہ ملنے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے'' (صحیح البخاری، الحج، حدیث: 1741)

اللہ تعالی نے صاحب ایمان اور علم کا درجہ بہت بلند کیا ہے، چنانچہ فرمایا: ''یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْر'' ''تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے، اللہ ان کے درجات بلند کرے گا اور اللہ اس سے خوب باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔'' (المجادلہ 58:11) اللہ تعالی نے تعلیم یافیہ اور غیر تعلیم یافیہ (Educated and Illiterate) کے درمیان تفریق اور ممتاز کرتے ہوئے فرمایا: ''قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ'' ''کہہ دیجیے کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے، برابر ہوسکتے ہیں؟'' (الزمر 39:9)

علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ ہدہد نے علم کی بات سیدنا سلیمان علیہ السلام کو بتائی تو اللہ تعالی نے اس کا نام قرآن مجید میں درج کر دیا، اس نے دلیل کے ساتھ سبا کی ملکہ بلقیس کا رد کیا، ابلیس کی عبادت کرنے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا، سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر گیا اور علم کی بدولت جرأت وبہادری کا مظاہرہ کیا۔

اسلام میں اجنبی زبان (Foreign Language) **سیکھنے کی ترغیب**: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انے اپنے صحابہ کو عربی کے علاوہ دیگر زبانیں سیکھنے کی ترغیب دی، جلیل القدر صحابی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ ان میں سرفہرست تھے، وہ کہتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے لیے یہود کی کتاب کے کچھ کلمات سیکھوں، وہ کہتے ہیں ابھی آدھا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے آپ کے لیے وہ سیکھ لیے، پھر جب میں نے وہ سیکھ لیا، تو اس کے بعد آپ جب یہود کو خط لکھتے تو وہ میں ہی تحریر کرتا اور جب وہ آپ کو خط لکھتے تو میں ان کی تحریر پڑھ کر آپ کو ترجمہ بتاتا (جامع الترمذی، ابواب الاستئذان والآداب، حدیث، 2715)

درج بالا حدیث سے پتا چلتا ہے کہ گلوبلائزیشن کے دور میں عربی کے علاوہ دیگر زبانیں سیکھ کر اسلام، مسلمان اور ملک کی خدمت کی جاسکتی ہے، آج کل کی عصری جامعات مثلاً جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، انگلش اینڈ فارن لینگوئیجز یونیورسٹی، حیدرآباد، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، بہار کی بھاگل پور یونیورسٹی، نالندہ یونیورسٹی، پٹنہ یونیورسٹی اور ملک کے دیگر یونیورسٹیز میں عالمی، تجارتی اور بین الاقوامی رابطہ کی زبانیں سکھائی جاتی ہیں، ان مواقع کا فضلائے مدارس فائدہ اٹھا کر عربی زبان کے علاوہ دوسری زبانوں میں مہارت حاصل کر کے دین اسلام اور دعوت دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنی دنیا کو بھی خوش حال اور اپنے احوال کو خوشگوار بنا سکتے ہیں، مجھے خود ملٹی نیشنل کمپنی وِپرو (Wipro) میں دوران ملازمت اس کا فائدہ ہوا اور دیگر تجربات بھی حاصل ہوئے جسے یہاں عمداً ترک کیا جاتا ہے، فضلائے دینی مدارس کے لیے عربی کے علاوہ کوئی ایسی زبان ضرور سیکھنی چاہئے جسے اقوام متحدہ نے اپنی سرکاری اور رسمی زبان تسلیم کیا ہو؛ تاکہ ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھی تنخواہ (Handsom Salary) ملنے میں کوئی دشواری نہ ہو، عام طور پر عربی کے علاوہ دوسری زبان جاننے والے کو 6 سے 7 ڈجٹ کی سیلری بہت آسانی سے کمپنی فراہم کرتی ہے، آج کل جن زبانوں کا بول بالا ہے وہ انگلش، فرانسیسی، ہسپانوی، چینی، عبرانی، جرمن اور عربی زبان خاص طور پر قابل ذکر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلبہ کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا ''مَنْ سَلَکَ طَرِیقًا یَلْتَمِسُ فِیہِ عِلْمًا، سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہِ طَرِیقًا إِلَی الْجَنَّۃ'' ''جو حصول علم کے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالی اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے'' (جامع الترمذی، ابواب العلم، حدیث: 2646)

معاشرہ کی اصلاح پر خصوصی توجہ کی ضرورت

عارف عزیز (بھوپال)

آج ہر شعبہ زندگی میں جو بحران نظر آرہا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے بلند اخلاقی اقدار سے منہ موڑ لیا ہے، اعلیٰ انسانی خصائص سے اس کے ماننے والے دور ہو گئے ہیں اور سب سے بڑھ کر المیہ یہ ہوا ہے کہ انسانوں نے اپنے مذاہب کے پاکیزہ اصولوں، خاص طور پر مسلمانوں نے اسلام کی روشن ہدایات سے روگردانی اختیار کر لی ہے، جس کی وجہ سے زندگی کے تمام شعبے بحران کے شکار ہیں اور آپ کو ایک جگہ بھی ایسی نہیں ملے گی جہاں انگلی رکھ کر کہہ سکیں کہ یہاں کوئی برائی نہیں، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ آج ہم ایک ایسے مکان میں رہ رہے ہیں جس کی چھت غائب ہو چکی ہے؛ کیونکہ اگر چھت سلامت ہو تو آپ اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ کہاں پانی ٹپک رہا ہے اور کہاں نہیں؛ لیکن شدید بارش میں جب مکان ہی چھت سے محروم ہو تو یہ دیکھنا فضول ہے کہ کس کا دامن تر ہے اور کس کا نہیں؟

دراصل کوئی بھی سماج افکار ونظریات کا جو ڈھانچہ کھڑا کرتا ہے زمانے کی تبدیلیوں اور تجربوں کے ساتھ ساتھ اس میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے؛ لیکن اس کا جو عقیدہ ہوتا ہے وہی چھت کا کام انجام دے کر ہر سرد وگرم سے اس کو محفوظ رکھتا ہے جب کہ موجودہ عہد کے معاشرہ کی اصل خرابی یہ ہے کہ وہ عقیدہ سے محروم ہو گیا ہے حالانکہ عقیدہ ہی انسان اور جانوروں میں فرق پیدا کرتا ہے آج ہم اپنے سماج میں بدعنوانی، دولت کے غلط اسراف اور ظلم درندگی کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ انسان کس قدر غیر ذمہ دار ہو سکتا ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان انسانیت کے مرتبہ سے ہی گر گیا ہے اور برابر گرتا جا رہا ہے۔

اپنی بات کو واضح کرنے کے لئے میں شادی بیاہ تقریبات کی مثال دوں گا جن میں صاحبِ حیثیت اصحاب کی طرف سے مال ودولت کے بے جا اسراف کا جو مظاہرہ ہو رہا ہے اور جس طرح لہو ولعب میں دل کھول کر خرچ کیا جا رہا ہے وہ کسی طرح جائز نہیں کیوں کہ اسلام کی نظر میں شادی حقیقت میں مرد وزن کے اس مقدس رشتہ کا نام ہے جس کو عبارت قرار دیا گیا ہے جو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور اس میں اہم صرف نکاح ہے جس کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف منسوب کر کے ہ میری سنت ہے اس کی اہمیت کو مزید دوبالا کر دیا ہے مگر اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو اتنا سہل اور ہلکا پھلکا بنا کر دنیا کے سامنے رکھا ہے کہ ہر کسی امیر وغریب کے لئے اس کی انجام دہی آسان ہو گئی ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ جو نکاح یعنی شادی بیاہ سادگی کے ساتھ انجام پاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور اس کی صرف تعلیم ہی نہیں دی؛ بلکہ عملی طور پر اپنی لختِ جگر اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ کا نکاح بھی اسی سادگی کے ساتھ کیا کہ جس میں فضول رسمیات کی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔

ہندوستانی مسلمانوں کی دوسری برائی دور جاہلیت کی طرح رنگ ونسل، حسب ونسب، دولت ووجاہت اور اعلیٰ ادنیٰ کا فرق ہے؛ حالانکہ اسلام نے اس فرق کو ختم کر کے حسنِ عمل اور اخلاق وکردار کو عزت واحترام کا معیار قرار دیا تھا، احترام آدمیت کے اسلامی سبق کے باوجود ہندوستانی نے اپنے پیروں میں طرح طرح کی بیڑیاں ڈال کر خود کو سمیٹ لیا ہے، اسلام نے انہیں فضول خرچی اور لہو ولعب سے روکا تو وہ اسی میں زیادہ گرفتار ہو گئے ہیں، نماز میں تو تمام مسلمان ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں؛ لیکن مسجد کے نکلنے کے بعد وہ ذات برادیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں یہی وہ معاشرتی برائیاں ہیں جو گھن کی طرح آج مسلم قوم کو کھائی جا رہی ہیں ان کی نشاندہی اور اصلاح دردمند عالم دین تلقین کر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی

غزہ خوراک بحران: تقریباً 100 امدادی ٹرک لوٹ لیے گئے

فلسطینیوں کے لیے خوراک لے جانے والے تقریباً 100 ٹرکوں کو جنگ سے تباہ حال غزہ میں داخل ہونے کے بعد پر تشدد حملے میں لوٹ لیا گیا، یہ واقعہ 16 نومبر کو جنگ سے تباہ حال علاقے میں بھوک کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے دوران پیش آیا ہے، تیرہ ماہ سے جاری جنگ کے دوران یہ امدادی سامان کے نقصان کا بدترین واقعہ ہے، اقوام متحدہ کی دو ایجنسیوں نے پیر کو رائٹرز کو بتایا کہ ٹرکوں کا یہ قافلہ عالمی ادارہ خوراک اور فلسطینی مہاجرین کے لیے کام کرنے والے ادارے یو این آر ڈبلیو اے کی فراہم کردہ امداد غزہ پہنچا رہا تھا، انروا کے مخفف سے جانے جانے والے اقوام متحدہ کے ادارے کی سینئر ایمرجنسی افسر لوئیس واٹرج نے بتایا کہ اس قافلے کو اسرائیل نے مختصر نوٹس پر کریم شالوم نام کی سرحدی گزرگاہ سے ایک غیر مانوس راستے سے روانہ ہونے کی ہدایت کی تھی، واٹرج نے بتایا کہ 109 ٹرکوں کے قافلے کے 98 ٹرکوں پر حملہ کیا گیا جس کے دوران کچھ ٹرانسپورٹرز بھی زخمی ہوئے؛ تاہم، رائٹرز کے مطابق انرا کی عہدہ دار نے یہ نہیں بتایا کہ حملہ کس نے کیا تھا (ایجنسی)

انڈین اور امریکی شہری کو انسانی اسمگلنگ کے الزامات کا سامنا

امریکی نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق کینیڈین ریاست مینیسوٹا میں ایک مقدمے کی سماعت کا آغاز ہوا ہے جس میں انڈین شہری ہرش کمار پٹیل اور امریکی شہری سٹیوشینڈ کو انسانی اسمگلنگ کے الزامات کا سامنا ہے، وفاقی استغاثہ نے پیر سے شروع ہونے والے انسانی اسمگلنگ کے مقدمے کی سماعت میں 29 سالہ انڈین شہری ہرش کمار رمن لال پٹیل اور فلوریڈا کے رہائشی 50 سالہ امریکی اسٹیوشینڈ پر گیارہ تارکین وطن کو ایک ٹرک میں سمگل کرنے کا الزام لگایا ہے (ایجنسی)

جی 20 اجلاس: جرمن چانسلر شولس حتمی اعلامیہ سے ناراض

جرمن چانسلر اولاف شولس نے یوکرین کی جنگ کے لیے روس اور مشرق وسطی کے تنازعے کے لیے حماس کی ذمہ داری کے بارے میں جی 20 کے حتمی اعلامیہ میں واضح موقف اختیار نہ کرنے پر مایوسی کا اظہار کیا ہے، جرمن چانسلر اولاف شولس نے ریو میں جی 20 سربراہی اجلاس کے اختتام پر جاری ہونے والے بیان پر ناراضگی کا اظہار کیا، جرمن چانسلر اولاف شولس نے منگل کے روز برازیل کے شہر ریو ڈی جنیرو میں 20 صنعتی ممالک کے گروپ جی 20 کے سربراہی اجلاس کے اختتام پر جاری کیے گئے اعلامیہ پر تنقید کی، انہوں نے کہا "یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ جی 20 کو یہ واضح کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل سکتے کہ روس (یوکرین کی جنگ کے لیے) ذمہ دار ہے، شولس نے اس دن کی سنگین سالگرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، جی 20 کے ساتھی رہنما، روسی صدر ولادیمیر پوتن پر تنقید کی، انہوں نے کہا، 1,000" دن جن میں لوگوں کو ان (پوتن) کے اندھے خبط کا شکار ہونا پڑا، جو تشدد کے ذریعے اپنے علاقے کو وسعت دینے کی اسکیم پر عمل پیرا ہیں (ڈی ڈبلیو)

جرمنی: سوشل ڈیموکریٹس میں اگلے چانسلر کی نامزدگی پر کشمکش

جرمنی کی سینٹر لیفٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (SPD) کی سینئر شخصیات منگل کی شام کو اس بات چیت کے لیے اکٹھی ہوئیں کہ آیا چانسلر اولاف شولس اب بھی فروری میں ہونے والے انتخابات میں پارٹی کی قیادت کرنے کے لیے موزوں امیدوار ہیں یا وزیر دفاع بورس پسٹوریئس ایک بہتر آپشن ہو سکتے ہیں؟ چھ نومبر کو چانسلر شولس کی تین جماعتی اتحاد پر مشتمل مخلوط حکومت کے خاتمے کے بعد وفاقی انتخابات کی بات شروع ہوئی، جس کے سبب جرمنی کی مرکزی سیاسی جماعتوں کو انتخابی مہم کے موڈ میں آنے اور اپنے ممکنہ اُمیدواروں کو چانسلری کے لیے نامزد کرنے پر آمادہ ہونا پڑا، جرمنی میں روایتی طور پر موجودہ چانسلر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ انتخابات میں اپنی پارٹی کی قیادت کرے گا اور انتخابی مہم کی طرف لے جائے گا؛ تاہم اس وقت جب کہ آئندہ انتخابات میں 100 دن سے بھی کم وقت باقی رہ گیا ہے اور موجودہ چانسلر اولاف شولس بری طرح اپنی مقبولیت کھو چکے ہیں، خود ان کی سیاسی جماعت سوشل ڈیموکریٹک پارٹی SPD کے قیادت کی تبدیلی کے لیے آوازیں اُٹھ رہی ہیں (ڈی ڈبلیو)

ہند-چین نقشہ تنازع کی وجہ دونوں ممالک کے نقشوں کے متعلق الگ الگ سمجھ

ہندوستان کے چیف آف ڈیفنس اسٹاف (سی ڈی ایس) جنرل انل چوہان نے بدھ کو ہند-چین سرحد تنازع پر اہم بیان دیا ہے، انہوں نے کہا کہ یہ تنازع دونوں ممالک کے نقشوں کی الگ الگ سمجھ کی وجہ سے ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون سا صحیح ہے اور کون سا غلط، جنرل چوہان نے انڈیا انٹرنیشنل سینٹر (آئی آئی سی) میں 'مستقبل کی جنگ اور ہندوستانی مُسلح افواج' کے موضوع پر ایک لیکچر کے دوران یہ باتیں کہیں، جنرل انل چوہان سے جب نقشہ کے 1947 کے بعد سکڑنے اور خصوصی طور سے چین کے تعلق سے سوال پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "اگر ہم 1950 میں چین کی حالت میں ہوتے اور ان کا نقشہ دیکھتے تو انہیں بھی یہ لگتا کہ ان کا نقشہ سکڑ رہا ہے، وہ اروناچل پردیش کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ تنازع چلتا رہے گا، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون سا صحیح ہے اور کون سا غلط"۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے نظریات ایک دوسرے سے برعکس ہیں اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ کون صحیح ہے (قومی آواز)

تعلیم و روزگار

یورینیم کارپوریشن آرگنائزیشن میں 82 اسامیوں کے لیے فارم پُر کریں

یورینیم کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ نے یورینیم کارپوریشن آرگنائزیشن میں 82 اسامیوں کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت مائننگ میٹ-سی، بلاسٹر-بی اور وائنڈنگ انجن ڈرائیور-بی کے عہدوں کے لئے بحالی ہوگی، اہل امیدوار اس کے لئے 30 نومبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس: 500 روپے ہے؛ البتہ SC / ST، خواتین اور جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس ڈیمانڈ ڈرافٹ کے ذریعے ادائیگی کرنی ہوگی، مزید معلومات کے لئے دئے گئے سرکاری ویب سائٹ ucil.gov.in پر جائیں۔

شمال مشرقی سرحدی ریلوے NFR نے 5647 عہدوں کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے

انڈین ریلوے نارتھ ایسٹ (NFR) نے اپرنٹس کے 5647 عہدوں کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، وہ امیدوار جو اس کے اہل ہیں اور دلچسپی رکھتے ہیں وہ 03 دسمبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس جنرل اور او بی سی زمرے کے امیدواروں کے لئے 100 روپئے اور SC / ST نیز خواتین کے لئے کوئی فیس نہیں ہے، فیس صرف ڈیبٹ کارڈ/ کریڈٹ کارڈ/ نیٹ بینکنگ کے ذریعے ادا کریں، پوسٹ کی معلومات، انتخاب کا طریقہ کار، تفصیلات، عمر کی حد، تنخواہ کا پیمانہ اور دیگر تمام معلومات کے لئے نوٹیفکیشن ضرور پڑھیں، مزید معلومات کے لئے اس لنک پر جائیں
https://indianrailways.gov.in

راجستھان میں 2202 اسکول لیکچررس کی بحالی

راجستھان پبلک سروس کمیشن نے راجستھان میں اسکول لیکچرر کے 2202 عہدوں کو مکمل کرنے کے لئے نوٹفکیشن جاری کیا ہے، دلچسپی رکھنے والے اہل امیدوار اس کے لئے درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس 600 روپے ہے؛ البتہ SC / ST، راجستھان کے BC / EBC، (NCL)، EWS اور Divyang کے لیے فیس 400 روپے ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 04 دسمبر 2024 مقرر کی گئی ہے، مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ: rpsc.rajasthan.gov.in پر جائیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اپرنٹس بحالی کے لیے درخواستیں طلب

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اپرنٹس میں بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، اس کے تحت ریلوے کے مختلف یونٹس (ڈویژن/ ورکشاپ) میں 1791 اسامیوں پر بھرتیاں کی جائیں گی، منتخب امیدواروں کو ایک سال کی تربیت دی جائے گی، آئی ٹی آئی پاس امیدواران اسامیوں کے لیے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 10 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس: 100 روپے ہے؛ البتہ SC / ST زمرہ، معذور اور خواتین کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 10 دسمبر 2024، سرکاری ویب سائٹ: rrcjaipur.in، ای میل آئی ڈی: rrc.nwrjp@gmail.com۔

جج ایڈووکیٹ جنرل کے 8 عہدوں لے لئے درخواست مطلوب

ہندوستانی فوج میں جج ایڈووکیٹ جنرل انٹری اسکیم کورس کے 8 عہدوں کے لئے درخواست مطلوب ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، عمر کی حد کم از کم 21 سال اور زیادہ سے زیادہ 27 سال مقرر کی گئی ہے، اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 28 نومبر 2024 ہے، مزید معلومات کے لئے آپ مذکورہ سرکاری ویب سائٹ joinindianarmy.nic.in پر جائیں۔

राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद्
قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
NATIONAL COUNCIL FOR PROMOTION OF URDU LANGUAGE
Ministry of Education, Department of Higher Education,
Government of India
Farogh-e-Urdu Bhawan, FC-33/9, Institutional Area, Jasola, New Delhi-110 025
Ph.:011-49539000, Fax:49539099

Admission Notice

Diploma in "Computer Applications, Business Accounting and Multilingual DTP"- CABA-MDTP
Joint Certification by NCPUL & NIELIT Chandigarh

NCPUL
Ministry of Education, Govt. of India

NIELIT
Chandigarh Centre
Ministry of Electronics and Information Technology, Govt. of India

Important Dates for the session January, 2025

Last date for Submission of form	2nd December, 2024
Interview of candidate	4th & 5th December, 2024
Display of selected candidate list	09th December, 2024
Last date for Submission of fee	16th December, 2024
Commencement of Classes	1st January, 2025

Course Contents:
Module I: Fundamentals of Information Technology **Module II:** Internet Technology and Web Designing **Module III:** Financial Accounting Using Tally & Personality Development **Module IV:** Emerging trends in IT **Module V:** Multilingual DTP **Module VI:** Artificial Intelligence and Machine Learning Python **Module VII:** Practical & Project Work

योग्यता: CABA- MDTP पाठ्यक्रम मे प्रवेश के लिए विद्यार्थी किसी भी मान्यता प्राप्त बोर्ड से मैट्रिक अथवा इस के समकक्ष परीक्षा उत्तीर्ण हो। आवेदन पत्र जमा करते समय विद्यार्थियों की उम्र 15 वर्ष (मैट्रिक) और 17 वर्ष (10+2) से अधिक, लेकिन 35 वर्ष से कम होना अनिवार्य है।
अवधि: कोर्स की अवधि एक वर्ष है। सीटों की संख्या 40 होगी।
शुल्क: प्रवेश पाने वाले छात्रों को मासिक शुल्क 250 रू. मासिक और 'ए श्रेणी' वाले शहर के लिए 500 रू. मासिक अदा करनी होगी। (मान्यता प्राप्त केन्द्र दुगुना शुल्क ले सकते हैं।)

राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद् ने हिन्दी और अंग्रेज़ी माध्यम से उर्दू सिखाने का एक साल का डिप्लोमा कोर्स पत्राचार द्वारा शुरू किया है। सभी छात्रों के लिए यह कोर्स अनिवार्य है।

प्रासपेक्टस के लिए अपने नज़दीकी CABA-MDTP केन्द्र से सम्पर्क करें। CABA-MDTP केन्द्रों की सूची विवरण सहित NCPUL के वेबसाईट www.urducouncil.nic.in पर उपलब्ध है।

निदेशक

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرت امیر شریعت کے خطاب کو سننے کے لئے کولکاتہ میں امڈی بھیڑ

نیکی اور خیر و بھلائی کے کاموں کے لئے اپنی اراضی کو وقف کرنا بہت بڑا کارثواب ہے، چونکہ اراضی موقوفہ بندوں کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اسلئے اس میں واقف کی منشاء کے خلاف خرد برد کرنا دین وشریعت کے خلاف تو ہے ہی یہ ملک کے آئین اور دستور کے بھی خلاف ہے جس کو کسی بھی حال میں منظور نہیں کیا جائیگا، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام 17 نومبر 2024ء کو منعقد اجلاس عام سے کیا، یہ اجلاس شہر کولکاتا کے آئی وی ری گراؤنڈ نونا ٹرام ڈیپو ہوٹل میں ہوا، جس میں شہر کولکاتا کے ہزاروں افراد نے شرکت کی، حضرت امیر شریعت نے اپنے صدارتی خطاب میں مرکزی حکومت کی طرف سے مجوزہ وقف ترمیمی بل پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بل دستور کی متعدد دفعات کے قطعی خلاف ہے، اگر خدانہ خواستہ یہ بل منظور ہوجاتا ہے تو مسلمانوں کی اوقافی جائیدادیں حکومت کی تحویل میں چلی جائیں گی اور یہ ہمیں کسی بھی حال میں منظور نہیں ہے، ہم موقوفہ جائیداوں کے تحفظ کے لئے جد جہد کرتے رہیں گے، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے صاحب استطاعت مسلمانوں سے زکوۃ کی ادائیگی پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس سے مسلمانوں کے اندر سے غربت وافلاس کی شرح کم کرنے میں مدد ملے گی اور ساتھ ہی باہمی تعلقات میں استواری آئے گی، انہوں نے کہا کہ اسلام کے نظام عبادت کی روح وحدت واجتماعیت پر ہے اس کو ہر حال میں ہم سب باقی اور قائم رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مسلک الگ الگ ضرور ہوسکتا ہے، لیکن ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لیے ہم سب ایک ہیں، امارت شرعیہ اجتماعی زندگی گزارنے کا درد لے کر آپ کے پاس آئی ہے، مشہور ومقبول عالم دین حضرت مولانا قاری فضل الرحمٰن صاحب امام عیدین دھرم تلا کولکاتہ نے کہا کہ ہم امارت شرعیہ کے ساتھ ہیں، حضرت امیر شریعت آگے بڑھیں پورا مغربی بنگال ان کی آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہے، قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے اسلام کے نظام اور امارت شرعیہ کے نظام قضا کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اپنے معاملات دارالقضاء سے حل کرانے پر زور دیا، قاری شفیق عالم نے کہا کہ ملک کی حد درجہ مضبوط، قدیم اور معتبر تنظیم امارت شرعیہ ہے جس کی باتوں کو پورا ملک مانتا ہے، اور ملک کے مسلمان والہانہ لگاؤ اس ادارہ سے رکھتے ہیں، اس کی خدمات کی تاریخ طویل ہے اور روشن بھی ہے، کلکتہ شہر میں جس پیغام کو لے کر امارت شرعیہ آئی ہے ہم اس کے ساتھ ہیں، امارت شرعیہ کے نائب قاضی شریعت مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے مسلمانوں کو کلمہ کی بنیاد پر ایک امت اور ایک جماعت بن کر زندگی گزارنے کی تلقین کی، حکومت مغربی بنگال کے ریاستی وزیر جناب غلام ربانی صاحب نے کہا کہ ہماری حکومت وقف ترمیمی بل کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں کرے گی، جسٹس سعید اللہ منشی نے وقف ترمیمی بل کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بل آئین ہند سے میل نہیں کھاتا ہے، مغربی بنگال وقف بورڈ کے سی ای او جناب احسان علی صاحب نے بھی بل کو مسترد کرنے کے متعدد وجوہات بیان کیے، مولانا قاری محمد شفیق صاحب امام وخطیب ناخدا مسجد زکریا اسٹریٹ نے تفصیل کے ساتھ بل کے نقائص بیان کیے اور کہا کہ مرکزی حکومت اس بل کے ذریعے مسلمانوں کو پریشان کرنا چاہتی ہے، اس اجلاس سے حضرت مولانا قاری فضل الرحمان صاحب جناب حاجی شہود عالم صاحب، محترمہ عظمی عالم، مولانا باقی باللہ اور مولانا تاج محمد صاحب نے بھی خطاب کیا اور مسلمانوں سے مل جل کر زندگی گزارنے کی تلقین کی، جناب محمد رافع صدیقی صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جبکہ نظامت کے فرائض امات شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب اور مشہور عالم وخطیب جناب مولانا شفیق عالم قاسمی امام وخطیب جامع مسجد ناخدا زکریا اسٹیٹ کولکاتہ نے انجام دیئے اور اخیر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی دعاء مجلس کا اختتام ہوا۔ اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب مولانا قاضمیر الدین، جناب مولانا اکبر صاحب، جناب مولانا منصف صاحب نے، جناب مولانا رئیس اعظم صاحب، جناب مولانا عباس مظاہری صاحب، جناب مولانا عمران صاحب کے علاوہ اہالیان شہر نے اہم کردار ادا کیا، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اس اجلاس کو با مقصد بنانے میں اہالیان شہر نشاط کولکاتا کا شکریہ ادا کیا ہے۔

وقف ترمیمی بل 2024 کسی بھی حال میں منظور نہیں، حکومت اسے فوراً واپس لے: امیر شریعت

کلکتہ میں اجلاس شوری سے قبل امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے پریس کانفرنس کے ذریعہ بل کو مسترد کرنے کا مطالبہ کیا

ہمارا ملک ہندوستان مختلف تہذیب وثقافت اور الگ الگ مذاہب کے ماننے والوں کا ملک ہے، اس کا دستور جمہوری اور تمام شہریوں کو یکسانیت کے ساتھ لیکر چلنے والا ہے، دنیا کے ملکی قوانین میں یہاں کے دستور اور قانون کی الگ انفرادیت اور قابل فخر شناخت ہے، اس میں تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے کی کھلی آزادی دی گئی ہے، خاص طور سے ملک میں آباد اقلیتوں کو دستور ہند نے مکمل طور پر مذہبی تحفظ دیا ہے، ملک کے بنیادی دستور میں ساری چیزیں موجود ہیں، لیکن مسلمان اور دیگر اقلیتوں کو تنگ کرنے، ہراساں کرنے اور مسائل میں الجھائے رکھنے کی غرض سے ملک کے دستور سے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری ہے، ملک کی حکمراں جماعت کی جانب سے حالیہ دنوں میں ناانصافیوں، عصبیتوں اور نفرتوں کی کھیتی بوئے جانے کا کام بڑی دلیری سے کیا جارہا ہے، اس وقت مرکزی حکومت نے ملک کے طول وعرض میں پھیلی اوقاف کی جائدادوں کو ہڑپنے، مساجد، مدارس، مقابر، خانقاہوں، امام باڑوں، یتیم خانوں، مسافر خانوں اور دیگر وقف کی مقدس املاک کو ناجائز طریقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے وقف ترمیمی بل 2024 پیش کیا ہے، جیسے ہی یہ بل ۸/اگست کو ملک کی پارلیامنٹ میں پیش کیا گیا کہ ملک کے انصاف پسند شہری، اپوزیشن جماعتیں، حتی کہ مرکزی حکومت کی بعض اتحاد پارٹیوں نے بھی عدم اطمینان کا اظہار کیا اور اس کی پرزور مخالفت کی، نتیجتاً اسے جے پی سی کے پاس بھیج دیا گیا، لیکن جے پی سی کے چیرمین نے اب تک جس انداز سے لوگوں کی رائے لی ہے وہ انتہائی افسوس ناک، ناقابل اطمینان اور غیر جمہوری ہے، اسٹیک ہولڈرس، اوقاف کے متولیان، دینی، ملی، تعلیمی ومذہبی رہنماؤں اور ان کے سربراہان سے رائے لینے میں جے پی سی نے جس سست روی اور غفلت یا دانستہ طریقہ سے اپنے عمل کا ثبوت دیا ہے اس سے خود جے پی سی کی ٹیم میں دراڑیں پڑ گئی ہیں یہاں تک کہ آپس میں اس کی وجہ سے مار پیٹ تک کی نوبت آگئی جسے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا نے دیکھا جو ہم سب کے لئے افسوس اور شرم کی بات ہے، معاملہ مسلمانوں کا ہے، لیکن رائے غیر مسلموں، مندر، مٹھ اور دوسرے مذاہب کے ٹرسٹی حضرات اور ذمہ داران سے لی جارہی ہے، اس الٹی چال کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، آج کی کانفرنس منعقدہ 16/نومبر 2024ء، آئی ووری ان پارکس سرکس کلکتہ مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ وقف کے تعلق سے کسی بھی تبدیلی کے ارادے سے اپنے قدم کو روک لے، کیونکہ یہ بل 2024ء کسی بھی طرح نہ وقف کے مفاد میں ہے، نہ ملک کے دستور اور نہ یہاں کی گنگا جمنی تہذیب سے کسی بھی طرح میل کھاتا ہے، اس لئے یہ پریس کانفرنس مکمل طور پر اس بل کو مسترد کرتی ہے، اس بل کا اول سے لیکر اخیر تک کوئی بھی حصہ منظور نہیں ہے، یہ باتیں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ ومغربی بنگال کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے پریس کانفرنس میں کہیں، انہوں نے کہا کہ کلکتہ شہر میں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہورہا ہے، پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مغربی بنگال کی راجدھانی شہر کولکاتا کی ناخدا مسجد کے امام وخطیب، معروف عالم دین اور کئی تنظیموں کے ذمہ دار حضرت مولانا قاری محمد شفیق عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ اس بل کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہورہا ہے، مغربی بنگال کی انصاف پسند عوام، یہاں کی حکومت سمیت قانون پر یقین رکھنے والے تمام لوگ اس بل سے ناراض ہیں، حکومت کو چاہئے کہ بلا کسی تاخیر کے اس بل کے واپس لینے کا اعلان کرے، اس موقع پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی، قاضی شریعت مولانا انظار عالم قاسمی،، جناب الحاج شہود صاحب، جناب احسان الحق، ایڈوکیٹ ذاکر بلیغ، مولانا اعجاز احمد قاسمی، امارت شرعیہ کے مقامی قضاۃ، جناب رافع محمود صدیقی صاحب کے علاوہ، شہر کے سماجی کارکنان اور بڑی تعداد میں مجلس شوریٰ کے اراکین اور مرکزی دفتر کے ذمہ داران موجود رہے۔

قرآن مجید ایسا معجزہ ہے جس کی نہ ماضی میں کوئی نظیر پیش کی جاسکی اور نہ آج تک ممکن ہے

مدنی دارالعلوم دیبی گنج کے جلسۂ دستار بندی میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کا پُر مغز خطاب

مدنی دارالعلوم دیبی گنج میں حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت صاحب نے قرآن کی اعجازیت پر جامع خطاب فرمایا، آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید ایسا معجزہ ہے جس کی نہ ماضی میں کوئی نظیر پیش کی جاسکی اور نہ آج تک ممکن ہے، آپ نے یہود کے دعوے کا ذکر کیا کہ وہ ہر سال قرآن کے مثل ہونے کا دعویٰ کر کے ایک کتاب شائع کرتے ہیں؛ لیکن جلد ہی اس کتاب کو حذف کر دیتے ہیں، جو قرآن کے معجزہ ہونے کی واضح دلیل ہے، حضرت نے اپنے خطاب میں زور دیا کہ ہمیں قرآن سے مضبوط تعلق قائم کرنا چاہیے اور دنیاوی معاملات کو درست کرتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی چاہیے، جلسہ میں حضرت امیر شریعت اور اسٹیج پر موجود معزز علمائے کرام کے دست مبارک سے ۱۱/حفاظ کرام کے سروں پر دستار باندھی گئی، اس موقع پر طلبہ کو انعامات سے بھی نوازا گیا، اور ان کے والدین واساتذہ کو مبارک باد دی گئی، اس جلسے میں مرد وخواتین کی بڑی تعداد موجود تھی، خواتین کے لئے پردے کے ساتھ علیحدہ نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا، جلسے کا اختتام حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی روح پرور دعا پر ہوا، جس میں امت مسلمہ کی فلاح وبہبود کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

Scanned with CamScanner

بات کرنے کا سلیقہ چاہئے

محمد فخر الدین

ہم اکثر مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمارے آس پاس کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو چیخ چیخ کر گفتگو کرتے ہیں۔اس طرح گفتگو کرنے سے اسلام نے منع کیا ہے۔تیز آواز جہاں سامع کو گراں گزرتی ہے، وہیں مخاطب اگر کچھ پیغام دینا چاہے تو اس کا موثر نتیجہ بھی نہیں نکلتا۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی اور اسے زبان جیسی ایک عظیم نعمت سے نوازا۔ارشاد ربانی ہے:''نہایت مہربان خدا نے اس قرآن کی تعلیم دی،اس نے انسان کو پیدا کیا اور بولنا سکھایا۔(سورہ رحمٰن:ا تا ۴)

زبان سے کہی ہوئی کڑوی باتیں رشتوں میں دراڑ بننے کا سبب بنتی ہیں۔رشتے دوبارہ جڑ جاتے ہیں لیکن زبان سے کہی ہوئی کڑوی باتیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔اگر ہم اسی زبان کا استعمال عمدہ گفتگو کے لئے کریں تو ہمارے دشمن بھی دوست بن سکتے ہیں۔عمدہ گفتگو کے ذریعے دوستوں میں ہماری دوستی مستحکم ومضبوط ہو جاتی ہے عمدہ گفتگو ایک ایسی خصلت ہے جو نیکیوں اور فضائل میں شمار ہوتی ہے اور اس کو اختیار کرنے والا اللہ کی خوشنودی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔معاشرے میں رہنے والے لوگوں کی گفتگو کا مشاہدہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر لوگ دوران گفتگو لغو، بیکار باتیں اور دل آزار بکواس کرتے رہتے ہیں۔ بحثیت مسلمان ہمیں دوران گفتگو فضول باتیں ترک کر دینی چاہئے اور اپنا شمار اچھے مسلمان میں کروانا چاہئے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا: کسی انسان کا فضول باتوں کو ترک کر دینا اس کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت ہے(ترمذی) احادیث میں ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئے گا لیکن وہاں پہنچ کر احساس ہوگا کہ اس کی زبان نے ان سب کو برباد کر دیا ہے اور دوسرا شخص پہاڑوں کے برابر گناہ لے کر حاضر ہوگا مگر وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوگا کہ اس کی زبان نے ذکر اللہ کی کثرت اور اظہار حق کے باعث ان گناہوں کو اس سے مٹا دیا ہے۔روزمرہ کی زندگی میں ہم دوسروں سے کچھ ایسی باتیں اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں اور بعد میں ہمیں اس کا احساس ہوتا ہے، پھر پچھتاوے میں ہم اس فرد سے معذرت عرض کرتے ہیں۔حضور نے فرمایا: ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کرو۔وہ بات نہ کہو جس سے کل معذرت کرنا پڑے اور لوگوں سے ناامید ہو جاؤ۔(صحیح ابن ماجہ) عمدہ گفتگو کے لئے کیا کریں؟

(ا) لغو باتوں سے پرہیز کریں: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے، جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، جو بیہودہ باتوں سے (ہر وقت) کنارہ کش رہتے ہیں، اور جو (ہمیشہ) زکوۃ ادا کر کے اپنی جان و مال کو پاک) کرتے رہتے ہیں۔''(سورہ مومنون: ا تا ۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامیاب ہے وہ مومن جو لغویات سے دور رہتا ہے، لغو یعنی ہر وہ بات اور ہر اس کام کو کہتے ہیں جس کا دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہیں۔لغو باتوں سے ایک مسلمان جتنا دور ہوگا، اللہ کے نزدیک اس کا درجہ اتنا ہی بلند ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال تم پر سلامتی ہو ہم جاہلوں کے فکر وعمل) کو (اپنانا نہیں چاہتے۔''(سورہ القصص: ۵۵) جو لوگ لغو باتوں میں مشغول ہونے سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر کا وعدہ فرمایا ہے''ایسے لوگوں کے لئے دوہرے اجر کی بشارت دی گئی ہے۔''(سورہ القصص:۵۴)،سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ایک خوبی یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ''اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو کذب اور باطل کاموں میں (قولاً اور عملاً دونوں صورتوں میں حاضر نہیں ہوتے اور جب بے ہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو (دامن بچاتے ہوئے) نہایت وقار اور متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

(۲) اچھی اور بھلی بات کہیں: ارشاد ربانی ہے:''یاد کرو اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ماں باپ کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا۔''(سورہ بقرہ:۸۳) جب بھی کوئی شخص بات کہے تو اچھی اور بھلی بات کہے۔اچھی اور بھلی بات دوسروں پر کافی حد تک اثر کرتی ہے اور شیطانوں کے ارادوں کو ناکام بنا دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''اور اے نبی میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کوشش کرتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''(سورہ اسرائیل:۵۳) شیطان ہمیشہ لوگوں کے درمیان عداوت اور کینہ وبغض پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اس کی کوشش رہتی ہے کہ آپسی معمولی جھگڑے کو کس طرح بڑے جھگڑوں میں تبدیل کر دے۔شیطان کی چالوں کو روکنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ لوگوں سے جب بھی بات کہے اچھی اور بھلی کہے۔

(۳) خاموشی اختیار کریں: معاشرے میں فحش اور بیہودہ باتیں نہ کرتے ہوئے ہمیں اپنی زبان کو کنٹرول کرنا چاہئے۔زبان کو کنٹرول کرنے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ ہم ایسے حالات میں خاموشی اختیار کریں۔رسول نے حضرت ابوذر کو ایک نصیحت یہ بھی کی تھی:''خاموشی اختیار کرو، یہ شیطان کو بھگانے کا ایک ذریعہ ہے اور تمہارے دین کے معاملہ میں تمہاری مددگار ہے۔''(احمد) جب کوئی شخص آپ کو برا بھلا کہے اور دل کو ٹھیس پہنچانے والی بات کہے تو ایسی حالت میں کچھ کہے بغیر خاموشی اختیار کر لیں۔سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ: اس اثناء میں کہ رسول اپنے ساتھیوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے حضرت ابوبکر کو برا بھلا کہا اور انہیں دل آزار بات کہہ دی لیکن ابوبکر خاموش رہے، اس نے پھر دوبارہ انھیں تکلیف دہ بات کہی۔ابوبکرہ پھر بھی خاموش رہے پھر تیسری بار جب اس نے انھیں تکلیف پہنچائی تو انہوں نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی۔اللہ کے رسول اٹھ کھڑے ہو گئے۔ابوبکر نے سوال کیا: آپ مجھ پر ناراض ہو گئے ہیں، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا نہیں! بلکہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا تھا جو اس کی باتوں کو جھٹلا رہا تھا لیکن جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان بیٹھ گیا اور میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا جہاں شیطان بیٹھا ہو۔''(ابوداؤد)

(۴) چلا چلا کر باتیں نہ کیا کریں: معاشرے میں اکثر لوگ اپنی بات منوانے اور دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے حلق پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرتے ہیں، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔نبی کریمؐ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت، جھگڑالو اور مناظرہ باز ہیں۔(بخاری) ایک متقی و پرہیزگار مسلمان چلا چلا کر باتیں کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔وقتی طور پر ہم دوسروں پر رعب ڈالنے کے لئے چلا چلا کر باتیں کر کے اپنی بات منوانے کی کوشش کریں گے لیکن ہماری ان باتوں کا دوسروں پر اثر نہیں ہوگا، وہی بات ہم اگر نرمی سے کریں تو زیادہ اثر کرے گی۔جو فرد حق کے معاملے میں بھی چلا چلا کر بات نہیں کرتا، ایسے فرد کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے وسط میں ایک گھر بنانے کا وعدہ کیا ہے۔حضورؐ نے فرمایا: جس نے لغو اور باطل چیزوں میں مناظرہ کرنا چھوڑ دیا، اس کے لئے جنت کے نچلے خانہ میں ایک گھر بنایا جائے گا اور جس نے حق کے معاملہ میں بھی مناظرہ بازی ترک کر دی۔اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر بنایا جائے گا اور جس نے اپنا اخلاق درست کر لیا اس کے لئے جنت کے بالائی منزل میں گھر بنایا جائے گا۔''(ابوداؤد)

ریٹائرمنٹ کی عمر میں اضافہ

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

اپنے ملک میں ملازمت سے سبکدوشی کی عمر بڑھانے کی بحث عرصہ سے چل رہی ہے۔ان دنوں اس پر نئے سرے سے اس لئے بحث چھڑ گئی ہے کہ کیونکہ مرکزی حکومت نے 'متحدہ پنشن اسکیم' (یو پی ایس) کا اعلان کیا ہے، جس میں پوری پنشن پانے کیلئے خدمات کی کم ترین میعاد کا جو انتظام کیا گیا ہے وہ پہلے کی اسکیم سے کہیں زیادہ ہے۔پہلے کی پنشن اسکیم میں پوری پنشن کی رقم پانے کیلئے کم سے کم خدمات کی میعاد 33 برس ہوتی تھی جسے لگاتار گھٹاتے ہوئے بیس سال کر دیا گیا تھا لیکن یو پی ایس میں اسے بڑھا کر 25 سال کیا گیا ہے۔ریٹائرمنٹ کی عمر بڑھانے کا مطالبہ دیگر شعبوں کے علاوہ نیم فوجی دستوں کی طرف سے بھی ہو رہا ہے کیونکہ ان کی خدمات کی مدت دوسروں کے مقابلے کم ہوتی ہے مگر ان کو رعایت ملنے کے امکانات کم ہیں۔چونکہ ان کی نوکری کافی حد تک ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیت پر موقوف ہے۔ہاں، دیگر شعبوں میں سبکدوشی کی عمر بڑھانے کا سوال اس لئے زور پکڑ رہا ہے کیونکہ وہاں کئی وجوہات کسی نہ کسی سبب دیر سے ملازمت میں شامل ہوتے ہیں۔

بہر حال اس بحث کو ہمیں اس سوال کے تناظر میں بھی دیکھنا چاہیے کہ ریٹائرمنٹ کی عمر آخر طے کیوں جاتی ہے۔کچھ افراد مانتے ہیں کہ جب تک کوئی انسان جسمانی یا ذہنی طور پر کام کرنے کے لائق ہے اُسے ملازمت میں رکھا جانا چاہیے جبکہ دوسری دلیل تھوڑی پیچیدہ ہے۔لیکن اسے یوں سمجھنا چاہیے کہ اپنے یہاں لوگوں کو ان کے تجربوں کی بنیاد پر ادائیگی کی جاتی ہے۔چونکہ لیبر مارکیٹ تجربہ کو توجہ دیتا ہے، اس لئے کسی فرد کی نوکری کے دوران آمدنی کم نہیں ہوتی بلکہ لگاتار اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔اس کے پیچھے سوچ یہ ہے کہ تجربہ بڑھنے کے ساتھ ایک انسان کی پیداواری صلاحیت بڑھتی جاتی ہے لیکن ایک وقت میں جب اس کی پیداواری صلاحیت بڑھی ہوئی تنخواہ کے تناسب میں کم ہو جائے تو اُسے ملازمت سے باہر کر دیا جانا چاہیے۔اس کا مطلب یہی ہے کہ سبکدوش ایک طرف جہاں انسان کی جسمانی، ذہنی صلاحیت پر منحصر کرتا ہے تو دوسری طرف تنخواہ کے مقابلے اس پیداواری صلاحیت پر بھی۔چونکہ لوگوں کی زندگی میں عام طور پر اضافہ ہوا ہے اور وہ زیادہ عمر تک سرگرم رہنے لگے ہیں۔اس لئے سرکاری اور نیم سرکاری شعبوں میں سبکدوشی کی عمر بڑھائی جاتی رہی ہے۔پہلے یہ پچپن سال ہوتی تھی، جسے 58 اور 60 سال اور کچھ شعبوں میں خصوصاً تعلیمی شعبوں میں 62 سال اور 65 سال کر دی گئی ہے۔کیونکہ مانا جاتا ہے کہ انہیں جسمانی محنت نہیں کرنی پڑتی اور ملک میں ان کی کمی بھی رہی ہے۔اس طرح ججوں کے ریٹائرمنٹ کی عمر بھی بڑھائی گئی ہے جو ریاستی عدالتوں میں 62 سال اور عدالت عظمیٰ میں 65 سال ہے۔مگر کئی جگہ سبکدوشی کی عمر اب بھی 55 سال ہے، خصوصاً کیرل میں جبکہ وہاں اوسط زندگی دیگر ہندوستانی ریاستوں کے مقابلے سب سے زیادہ ہے۔وہاں مانا جاتا ہے کہ ریٹائرمنٹ کی عمر بڑھانے سے نئے لوگوں کو لیبر مارکیٹ میں آنے کا موقع محدود ہو جائے گا۔دراصل کسی زمانے میں مغربی بنگال مرکوز سوشلسٹ یونٹی سینٹر آف انڈیا (ایس یو سی آئی) جیسی پارٹی روزانہ چار گھنٹے کام کرنے پر زور دیتی تھی تاکہ روزانہ دو باری میں کام ہونے سے رہ گئے لوگ لیبر مارکیٹ کا حصہ بن سکیں۔اس دلیل سے کوئی اتفاق کر سکتا ہے اور کوئی نااتفاقی بھی ظاہر کر سکتا ہے، پر ایسی ہی سوچ کے سبب شاید کیرل نے اپنے یہاں اب تک ریٹائرمنٹ کی عمر نہیں بڑھائی ہے۔

حالانکہ دنیا میں ریٹائرمنٹ کو لے کر عموماً دو طرح کے رجحانات دکھائی دیتے ہیں۔ایک طرف یوروپ اور امریکہ کے کچھ ممالک جہاں سبکدوشی کی عمر بڑھائی گئی ہے تو دوسری طرف شمالی امریکی ممالک و کناڈا ہیں، جہاں اسے پوری طرح ختم کر دیا گیا ہے۔وہاں روزگار کے کئی شعبوں میں آدمی جب تک چاہے کام کر سکتا ہے مگر اس کی تنخواہ کوئی ایک عمر بعد محدود کر دی جاتی ہے۔مطلب یہ کہ اس کے ہاتھ میں بیشک پورے پیسے آتے ہیں لیکن اُس میں ایک حصہ اس کی پنشن کا بھی ہوتا ہے، یعنی تکنیکی طور پر وہ پہلے کے مقابلے سرکاری خزانے سے کم تنخواہ پاتا ہے۔سوچ یہ ہے کہ چونکہ پنشن کی رقم انسان کی پوری زندگی میں کمائی رقم ہے، اس لئے سرکاری خزانے پر اس کی تنخواہ کا محض نام کیلئے بوجھ پڑتا ہے۔(باقی صفحہ آئندہ)

دستور کی روشنی میں ملک کو نفرت سے کیسے بچائیں؟

ڈاکٹر محمد منظور عالم

اسلام امن وآشتی کا دین ہے۔ یہ تمام بنی نوع انسانی کو خطاب کرتا ہے۔ یہ دین کسی طرح کی تفریق کو قبول نہیں کرتا بلکہ ہر طرح کی تفریق خواہ پیدائش کی بنیاد پر ہو، ذات برادری کی بنیاد پر ہو، نسل و رنگ کی بنیاد پر ہو یا جغرافیائی بنیاد پر ہو سب کا انکار کرتا ہے۔ سارے انسان آدم اور حوا کی اولاد ہیں۔ اس لیے کوئی کسی پر امتیاز نہیں رکھتا بلکہ پیدائش کی بنیاد پر انسانی نقطۂ نگاہ سے سب کے سب انسان کی حیثیت سے برابر ہیں۔ کوئی اپنے اندر خصوصیت نہیں رکھتا اور کوئی پیدائش کی بنیاد پر کمتر یا بدتر نہیں ہوسکتا۔ اسلام ہر انسان کو یہ دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی بناوٹ کے ساتھ آسمان اور زمین، سمندر، پہاڑ، بارش ہونے اور نہ ہونے، جنگلات، جانور اور جتنی بھی مخلوقات ہیں ان سب کی شکل وصورت، حرکات وسکنات، عمل اور ردعمل، رہنے سہنے اور جینے کے طریقے اور انسان کے اردگرد جتنی بھی چیزیں پائی جارہی ہیں، سب پر غور وفکر کی نہ صرف دعوت دیتا ہے بلکہ یہی امتیاز انسانوں کے لیے بنایا گیا ہے۔ اسی لیے انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اشرف المخلوقات کہا ہے۔ اس کے اشرف ہونے کی بنیاد صرف اور صرف عقل وفراست، بصارت وبصیرت، تقویٰ اور دماغ جس میں سوچنے، سمجھنے اور اس کی روشنی میں دنیا کو بنانے، بگاڑنے، سجانے اور اجاڑنے کی وجہ سے جزا اور سزا بھی رکھی ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جہاں انسان برابر ہیں۔ انسان رنگ ونسل سے ممتاز نہیں کیا گیا ہے۔ سب کا خون ایک ہی رنگ کا ہے، سب میں انسانیت کا پہلو بھی رکھا گیا ہے۔ انسانیت اسی وقت قائم ہوسکتی ہے جب انصاف کا دامن نہ چھوٹنے پائے، کوئی بڑا اور اونچا نیچا نہ ہو بلکہ سب کو یکساں طور پر دیکھا جائے اور ہر ایک کو یہ برابری کا حق دے رہا ہے کہ برابری کے حق کو مضبوط کرنے کا ماحول بنایا جائے اور اس برابری میں کوئی رکاوٹ یا رخنہ آرہا ہے تو اسے دور کیا جائے اور اسے سوچنے، سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی بھی اجازت ہو، کسی پر دوسرے کی خواہش تھوپی نہیں جارہی ہو، اس کے لیے بہترین ماحول بنائے، اس میں جو رکاوٹ آرہی ہے اس کو ہٹانے، بھائی چارگی کو قائم رکھنے اسے مضبوط کرنے کے لیے اجتماعیت کے ساتھ کام کرنے اور ماحول کو سازگار کرنے کی ذمہ داری تمام انسانوں کو دی گئی ہے۔ مگر چونکہ انسان خیر وشر کا امتزاج رکھتا ہے اور کبھی کبھی شر غالب ہوتا ہے اور جب شر غالب ہوتا ہے تو اس میں ایک امتزاج جو منع ہے سارے امتزاج پر مبنی سماج کی تشکیل ہو جاتی ہے اور جب تشکیل ہو جاتی ہے تو اس کے لیے نظام قائم کیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم سے لے کر آخری نبی تک یہ پیغام انسانوں کو نبیوں کے ذریعہ، صلحاء کے ذریعہ، اچھے انسانوں کے ذریعہ اچھائی کی طرف بلانے کے لیے، برائیوں سے روکنے، اس کے راستے کو مسدود کرنے، اچھے کاموں کے لیے، اچھے راستے پیدا کرنے اور نکالنے کے متواتر انبیاء اور صلحاء انسانوں کے درمیان بھیجتے رہے اور آخری نبیؐ پر اس پیغام کو مکمل کردیا گیا اور انہیں یہ کہا کہ 'تم وہ بہترین امت ہو جو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو'۔

اسی طرح مسلمانوں پر یہ دینی فریضہ ہے کہ اچھائیوں کو بڑھانے اور برائیوں کو روکنے اور اس کے راستے کو مسدود کرنے کی جدوجہد کریں۔ اس ذمہ داری کا تقاضہ ہے کہ اہل ایمان انسانوں کے مسائل اور ان میں جو برائیاں بڑھ رہی ہیں جیسے ان کے اندر نسلی امتیازات، اونچ نیچ، اعلیٰ اور ادنیٰ خاندان کا جو تصور پایا جارہا ہے اس کو بہترین انداز میں اچھے الفاظ میں بہترین حکمت عملی کے ساتھ عوام الناس کو سمجھایا جائے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے ہندوستانی مسلمانوں کو خاص طور سے اپنے ملک کے دستور کی روشنی میں کئی سطح پر سوچنے اور کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ راستہ جو آگ کی طرف لے جارہا ہے اور وہ سارے راستے جو ظلم وبربریت کی طرف کھینچ رہے ہیں، یا اس طرف ڈھکیلا جارہا ہے، نفرت اور تشدد کی بنیاد پر ہندوستان کے بہترین دستور کی روح کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس سے بچانا جہاں اہل علم اور سمجھ دار افراد کی ذمہ داری ہے وہاں اہل ایمان کی بھی اعلیٰ ترین ذمہ داری ہے اور اس کو ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ ہم ان تمام ایشوز کو دستور کے مطابق عمل کرنے میں جو رکاوٹ بنی ہوتی ہیں اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیں اور سمجھنے کے بعد مناسب راہ عمل بنانے اور تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اس بابت چند مثالیں سوچ اور عمل کے طور پر عوام الناس، دانشوران، علماء کرام، نوجوانان ملک اور خواتین کے سامنے غور کرنے کے لیے پیش کررہا ہوں:

(1) اس وقت ہمارا ملک نفرت کی آگ کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے جس سے نہ صرف جھلس رہا ہے بلکہ جل رہا ہے۔ اس نفرت کی آگ کو کیسے ٹھنڈا کیا جائے۔ یہ اہل علم وبصیرت اور اہل ایمان والوں کی بڑی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم معاشرے کی ہیئت ترکیبی پر گہری نظر ڈالیں اور اہل بصیرت کے طور پر اس کی عملی شکل نکالنے کی کوشش کریں جس میں اسلام کی تعلیم جو حسب مرتبت کی بڑی اہمیت دیتی ہے، اس کو سامنے لائیں۔ مثال کے طور پر مختلف مذاہب کے اہم افراد جوان مذہب کے ماننے والوں کے درمیان نہ صرف احترام سے دیکھے جاتے ہیں بلکہ ان کی باتوں پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ بڑی اہمیت اور قدر کے ساتھ عمل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں میں ایسے افراد مثلاً شنکر آچاریہ، مٹھوں کے ذمہ دار، دیگر اہم منادر کے پجاری جو اپنے مذہب، جس میں شانتی، انسانیت، بھلائی، بھائی چارگی کی بات پائی جاتی ہے ان لوگوں سے مسلمانوں میں جو دین اسلام کے پیغام کو عام کرنے کی جدوجہد کررہے ہیں، ہر انسان برابر ہے، ہر انسان کو مذہب قبول کرنے اور نہ قبول کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ کسی بھی مذہب کو کسی پر تھوپا نہیں جاسکتا۔ اگر ایسے لوگوں کی ٹیم منتخب کی جائے اور ان سے یہ گزارش کی جائے کہ ایک وفد بنایا جائے اور یہ وفد دیگر مذہبی رہنماؤں سے ان کے منادر، مٹھوں یا ان کی بتائی ہوئی جگہوں پر ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا جائے تو غلط فہمی کے شعلے جو بھڑک رہے ہیں یا بھڑکائے جارہے ہیں اس میں کمی آنے لگے گی۔

(2) اسی طرح پورے ملک میں مسجدوں، منادروں، گرجا گھروں، گرودواروں اور مٹھوں وغیرہ کے جال میں خاص طور سے مساجد کے امام ان کے منادر کے پجاریوں اور مشہور پنڈتوں سے ملاقات کریں اور انہیں آئین ہند کے دیباچہ کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کریں کہ کیسے محبت وآشتی پیدا ہوسکتی ہے، کیسے ہم آپس میں میل محبت سے رہ سکتے ہیں اور کیسے ایک دوسرے کا احترام سکھا سکتے ہیں۔ اگر یہ ذمہ داری مسلمان امام کی طرف سے شروع ہو تو شاید آگ دھیرے دھیرے بجھنے لگے گی۔

(3) بے شمار سماجی برائیاں جن میں شراب، نشہ بندی، قحبہ خانہ اور جوا خانہ جس سے ہندوستان کی غریب خواتین اور بالخصوص غریب افراد، دلت سماج اور پسماندہ لوگ زیادہ متاثر ہوتے ہیں، گھر برباد ہوتے ہیں اور اس گھر کی بربادی ہر طرح کی برائی کا راستہ کھولتی ہے اگر مسلم پڑھی لکھی خواتین جو اس سماج میں رہتی ہیں اور مسلم مرد اس پیغام کو خواتین کے درمیان مسلم خواتین کے ذریعہ اور مسلمانوں کی طرف سے پوری مدد ان خواتین کو فراہم کی جائے تو معاشرے میں تبدیلی پیدا ہونے لگے گی جس کے نتیجہ میں نفرت جو گھر گھر پہنچائی جارہی ہے اور تشدد بھڑکایا جارہا ہے اس میں زبردست کمی آئے گی۔

(4) مسلمانوں میں وہ تمام دانشور خواہ وہ صحافی ہوں یا تعلیمی یونیورسٹیوں میں ہوں یا اسکول میں ہوں، مکتب میں ہوں وہ امن وآشتی کا پیغام اور محبت کے ساتھ برابری، اچھے ہمسایہ اور برابری کا سبق ان پڑھے لکھے افراد جوان کے ساتھی بھی ہیں، اسٹوڈنٹس بھی ہیں اور معاشرے کے اچھے لوگ ملتے جلتے بھی ہیں، کو پہنچائیں۔ ملک کے آئین کے دیباچہ کو عملی شکل کیسے دی جاسکتی ہے، طلباء وطالبات، یونین اور اس کے ذمہ داروں کو اس موضوع پر سمجھانے اور اچھا معاشرہ بنانے اور دستور کی عظمت کو بنانے کی پہل کریں تو مستقبل میں نفرت کی آگ پھیلانے والوں کی ناکامی لازم ہو جائے گی۔

(5) آج کا نوجوان خواہ مرد ہو یا عورت کل کا مستقبل ہے اور کل کے مستقبل کی ذمہ داری ان ہی کے کندھوں پر جائے گی۔ ان نوجوانوں میں مسلم نوجوان بھی شامل ہیں وہ یہ سوال اٹھائیں کہ کل کا بھارت امن وآشتی کے ساتھ ترقی کی بلندی پر پہنچنے والا بنانا ہے یا کشت وخون، جان ومال، عزت وآبرو کو برباد کرنے والا ملک بنانا ہے۔ ایسا سماج بنانا ہے جہاں ہر کسی کو محسوس ہو کہ ہم ایک دوسرے کے برابر ہیں، کسی کو کسی طرح کا خوف وہراس نہ ہو، لڑکیوں کو یہ خوف نہ ہو کہ اس کی عزت وناموس کسی مرحلہ پر تارتار ہوگی اور آدی واسیوں کو یہ خوف نہ لگے کہ جن، جنگل اور زمین ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھوں چڑھ جائے گا اور وہ غلامی کے شکنجہ میں ہی کام کرے گا یا اس کی اولاد، تعلیم وتربیت کے ذریعہ اعلیٰ مقام حاصل کرکے اپنے ملک کا وقار بلند کرنے کے لیے تیار ہوگی۔

انسانی زندگی کا وقار تعلیم، غربت سے آزادی، بھیک مانگنے کی نوبت سے نجات پانے پر قائم ہے۔ اگر انسان غربت کی وجہ سے، جہالت کی وجہ سے کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ وقار انسانی نہیں ہے اور اس وقار انسانی کے لیے جہاں آئین ہند نے 14 سال کی عمر تک تعلیم کو لازمی کیا ہے اور ہر طرح کا انصاف دینے دلانے کی گارنٹی دی ہے لیکن کچھ منحوس ہاتھ اسے چھین رہے ہیں اور اس پر عمل نہیں ہونے دے رہے ہیں، رکاوٹ کھڑی کررہے ہیں، اسے یقین ہے کہ انسانوں کو غلام بنا کر رکھا جائے، استحصال کیا جائے بالخصوص ان کی خواتین اور بچیوں کا انسانی استحصال ہو، اسے روکنے اور ختم کرنے کے لیے ان تمام غرباء وکمزور جو کثیر تعداد میں ملک میں پائے جاتے ہیں ان سے رابطہ قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو پہل کرنا چاہیے۔ یہ عین اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے اور اس کی ابتداء مسلمان اپنی امت سے شروع کرسکتا ہے جس میں دیگر قوموں کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے، کیونکہ انسان کے اشرف ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہم سارے انسانوں کے لیے نہ صرف کام کریں بلکہ اسلام کی تعلیم کی روشنی میں علامت بن سکیں۔

اگر مسلمانوں کے علماء کرام، دانشوران، طلباء وطالبات، گاؤں میں رہنے والے افراد، مساجد کے امام، خانقاہوں کے سجادگان، سیاسی لیڈران اور تمام ہی باشعور انسان اس پر غور وفکر کریں اور جو چند باتیں رکھی گئی ہیں اس کی روشنی میں حل تلاش کرنے کی کوشش کریں تو یہ ہمارا ملک ایسا بن سکتا ہے جس کی خوشبو دنیا بھر میں پھیل سکتی ہے۔

(**بقیہ صفحہ گذشتہ** ....) یوروپ اور امریکہ کے کچھ ممالک میں بھی ایسی ترمیم کی گئی ہے کہ لوگ خود یہ طے کرسکیں کہ ایک طے شدہ عمر کے بعد وہ کتنے کام کریں گے؟ اور پھر کام کے گھنٹے کے تناسب سے ان کی تنخواہ طے کی جاتی ہے۔ جس میں ایک حصہ پنشن کا ہوتا ہے۔ اس طرح انسان کی پیداواری صلاحیت کا ہر ممکن استعمال کیا جاتا ہے اور جب اس کو خود لگتا ہے کہ وہ کام کے لائق نہیں رہا تو وہ ملازمت سے باہر ہو جاتا ہے۔ ظاہر مغربی دنیا ریٹائرمنٹ کی عمر بڑھانے کیلئے خواہش مند ہے۔ کئی جگہوں پر تو اسے ختم بھی کردیا گیا ہے۔

اہم سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے تناظر میں عملی راستہ کیا ہے۔ ہمارے یہاں عموماً پیداواری صلاحیت سے ریٹائرمنٹ مربوط ہے۔ لہٰذا جس عمر تک کوئی فرد بطور صنعت کار خدمات انجام دے سکتا ہے اور اسے جو تنخواہ دی جارہی ہے، وہ اس لائق کام کررہا ہے، تو اس کی خدمات جاری رہنی چاہیے۔ اب تک سبکدوشی کی عمر میں جو تھوڑا بہت اضافہ ہوا ہے، اُس کی بنیادی طور پر دراصل یہی سوچ ہے۔ یہاں اس دلیل کا کوئی مطلب نہیں ہے کہ لیبر مارکیٹ میں نئے لوگوں کو موقع دینے کیلئے سبکدوشی کی عمر میں تخفیف کی جانی چاہیے۔ وجہ یہ ہے کہ کسی بھی وقت اگر زیادہ پیداوار دینے والے لوگوں کو ہٹا کر کم پیداوار دینے والے لوگوں کو لیبر مارکیٹ کا حصہ بنایا جائے گا تو قومی آمدنی پر اس کا منفی اثر پڑے گا۔ اسے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر 58 یا 60 سال کا انسان بیس سال والے آدمی سے کہیں زیادہ پیداوار دینے والا ہے تو اس کی خدمات ختم کرنے کا کوئی تک نہیں۔ ہاں، اگر لیبر مارکیٹ میں بیس سال والے لوگوں کی تعداد بڑھانی ہے تو ہمیں روزگار کے مواقع بڑھانے پر زور دینا چاہیے۔ اس کی بجائے پروڈکشن دینے والوں کو گھر پر بیٹھانا کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔

Scanned with CamScanner

جان بوجھ کر انجان بننا

ڈاکٹر محمد اعظم ندوی حیدر آبادی

ادب و بلاغت میں ''تجاہل عارفانہ'' ایک نہایت لطیف صنعت ہے، جس کا مطلب بہ ظاہر سادہ مگر انتہائی عمیق ہے، لغوی اعتبار سے یہ ترکیب 'عمداً غفلت برتنے' یا 'جان بوجھ کر انجان بننے' کے معنی رکھتی ہے، عربی ادب میں اس صنعت کو ''تجاہل العارف'' کہتے ہیں، جو علم بلاغت کی ایک شاخ بدیع کے تحت آتی ہے اور اسی کی ایک قسم 'المحسّنات المعنوية' (تحسین معنوی کے ذرائع) کی مثالوں میں شمار ہوتی ہے، اس کا مقصد کسی معلوم حقیقت کو اس طرح پیش کرنا ہوتا ہے گویا وہ غیر معلوم ہو، یوسف سکا کی (و: ۶۲۶ھ) اس صنعت کی تشریح یوں کرتے ہیں: ''سوق المعلوم مساق غيره'' (ایک معلوم حقیقت کو اس انداز میں پیش کرنا کہ وہ غیر معلوم محسوس ہو) (مفتاح العلوم، یوسف السکا کی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۸۷، ص ۴۲۷)، اور ایسا کسی خاص مقصد سے کیا جاتا ہے جیسے زجر و توبیخ یا چھپے ہوئے انداز میں اظہار ناراضگی وغیرہ، تجاہل اور تغافل کا ذکر ہماری کلاسیکی شاعری میں خوب ہے کہ محبوب کو عاشق کی بے قراری اور دوری و مجبوری کے سبب درد و کرب کی پوری خبر ہے، پھر بھی وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے کچھ پتہ ہی نہیں، گویا اصطلاح میں تجاہل عارفانہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی شے یا حقیقت سے خوب واقف ہونے کے باوجود شعوری طور پر اس طرح لاعلمی کا اظہار کرے، جیسے وہ حقیقت اس کی نگاہ میں پوشیدہ ہے، یہ ایک ایسی تکنیک ہے جس کے ذریعہ انسانی احساسات کو پردۂ غفلت میں چھپا کر ایک مختلف انداز میں بیان کیا جاتا ہے، غالب کا مشہورِ زمانہ شعر اس کی ایک بہترین مثال ہے:

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟ — کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا!

یہاں غالب اپنی شناخت سے بخوبی آگاہ ہیں، مگر شعوری طور پر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی ذات کو اس قدر گہرائی میں چھپا دیتے ہیں کہ گویا ان کی حقیقت کو بیان کرنا ممکن نہیں، وہ اپنے وجود کی پیچیدگی کو مخاطب کے سامنے اس طرح رکھتے ہیں کہ ان کی شخصیت کی وسعتوں کا ادراک کوئی اور کرے، یہی تجاہل عارفانہ کا کمال ہے کہ ایک معروف اور جیتی جاگتی حقیقت کو اس طرح پیش کیا جائے جیسے وہ پوشیدہ اور خاموش ہو بالکل اس طرح جیسے ایک روشن شمع کسی فانوس میں روپوش ہو۔

لیکن یہاں ہماری مراد تجاہل عارفانہ سے وہ کیفیت ہے جسے عربی میں ''تغافل'' اور ''تغاضی'' کہا جاتا ہے، اردو میں اسے چشم پوشی یا اغماض نظر بھی کہہ سکتے ہیں، اور انگریزی میں Strategic Ignorance کہا جا سکتا ہے، یہ ایک ایسی تربیتی اور سماجی حکمت عملی ہے جس کے تحت انسان دانستہ طور پر دوسروں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کرتا ہے اور ان پر گرفت کرنے سے گریز کرتا ہے، یہ رویہ معاشرتی تعلقات کو بہتر بنانے اور ذہنی سکون کو برقرار رکھنے میں مددگار ہوتا ہے، اس رویہ کو عموماً اساتذہ، والدین، بڑوں اور دوستوں کے مثبت کردار اور حکیمانہ رہنمائی کے تناظر میں استعمال کیا جاتا ہے، بلخ کے ایک بڑے عالم اور صاحب دل بزرگ حاتم الاصم (و: ۲۳۷ھ) تھے، جن کو اس امت کا لقمان حکیم کہتے تھے، ان کے پاس ایک خاتون کسی مسئلہ کی بابت کچھ دریافت کرنے آئی، عورت سے دوران گفتگو غفلت میں طبعی آواز نکل گئی، انہوں نے کہا: کیا کہہ رہی ہو! زور سے کہو؛ تا کہ وہ سمجھے کہ ان کی توجہ گفتگو پر ہے، کسی اور جانب نہیں، اور انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں، جب وہ اس کی گفتگو نہیں سن سکے تو کوئی اور آواز کہاں سنی ہوگی؟ اس نے سکون کی سانس لیتے ہوئے کہا: یہ تو ''اصم'' (بہرے) ہیں یا اونچا سنتے ہیں، جب کہ انہوں نے دانستہ اس کو ہنسی اور شرمندگی سے بچالیا تھا (طبقات الأولياء، ابن الملقن، مکتبۃ الخانجی، مصر، ۱۹۹۴، ص ۱۷۸) ان کا یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کبھی کبھی دوسروں کی غلطیوں اور خود ان کو آپ شرمسار کرنے والی حرکتوں پر تجاہل عارفانہ کا رویہ ان کی عزت نفس کا تحفظ کرتا ہے، حضرت حسن بصریؒ (و: ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: ''ما استقصى كريمٌ قط'' (کوئی شریف النفس انسان کسی سے استفسار میں یا اپنے گرد و پیش کی باتوں میں بال کی کھال نہیں نکالتا) (تفسیر البغوی، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۷، ج ۸، ص ۱۶۴)۔

تربیت کے میدان میں تجاہل عارفانہ ایک بہترین طریقہ ہے، بچوں کی فطرت ہے کہ وہ دنیا کو تجربات کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس عمل میں اکثر خطائیں سرزد ہو جاتی ہیں، اگر ہر غلطی پر فوری گرفت کی جائے تو بچہ کی خود اعتمادی متاثر ہو سکتی ہے اور وہ سیکھنے کی صلاحیت کھو سکتا ہے، ایک طرز تربیت تھا جس کو ہیلی کاپٹر پرورش Helicopter parenting کہتے ہیں، جس میں والدین بچوں کے مسائل پر کافی قریبی توجہ دیتے ہیں، یعنی ہیلی کاپٹر کی طرح تعاقب یا نگرانی کرتے ہیں، جس میں اولاد کی زندگی کے ہر واقعہ کا مسلسل احاطہ کرنا شامل ہوتا ہے، اس کے بالمقابل وہ والدین جو چھپے ہوئے حرکیاتی والدین ہوتے ہیں، اس دور میں وہ زیادہ موثر ہیں؛ کیوں کہ ان کا یہ معمول ہوتا ہے کہ وہ معمولی باتوں کو نظر انداز کرتے ہیں اور سنگین نوعیت کے تربیتی مسائل کے سلسلہ میں فوری حرکت میں آجاتے ہیں، یہ اصول بچوں کی تربیت میں کارگر ثابت ہوتا ہے، جب والدین یا اساتذہ بچوں کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہیں، تو اس سے بچوں کو اپنی غلطیوں پر غور کرنے کا موقع ملتا ہے اور ان کی خود احتسابی کی صلاحیت بڑھتی ہے۔

معاشرتی تعلقات کو مضبوط رکھنے کے لیے تجاہل عارفانہ ایک لازمی رویہ ہے، روزمرہ کی زندگی میں ناخوشگوار یا بار خاطر ہونے والی باتوں کا پیش آنا ایک عام بات ہے، اگر ہم ہر چھوٹی بات پر اعتراض کریں یا فوری ردعمل دیں، تو اس سے رشتے خراب ہو سکتے ہیں اور تعلقات میں دراڑیں پڑ سکتی ہی؛ اس لیے یہی طرز تغافل اختیار کرنا پڑتا ہے، امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے: ''العافية عشرة أجزاء، كلها في التغافل'' (عافیت کے دس حصے ہیں، اور وہ سب تغافل میں پوشیدہ ہیں) (شعب الإيمان، بیہقی، مکتبۃ الرشد، ممبئی، ۲۰۰۳ء، ج ۱۰، ص ۸۰۲۸) یعنی اچھے اخلاق کا زیادہ تر حصہ یہی ہے کہ چھوٹی باتوں کو نظر انداز کیا جائے، عربی شاعر نے اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

لولا التَّغافُلُ عَن أشياءَ نَعْرِفُها — ما طابَ عَيشٌ ولا دامت مَوَدَّات

یعنی اگر ہم بعض ایسی باتوں کو نظر انداز نہ کریں جنہیں ہم جانتے ہیں، تو نہ زندگی کا لطف ممکن ہے اور نہ ہی محبتیں قائم رہ سکتی ہیں۔ لیکن اگر بے خبری اور تغافل کی عادت بنالی جائے تو بسا اوقات تعلقات میں بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے، بیخود دہلوی (و: ۱۹۵۵) نے اس رویہ کی اسی نوعیت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

انہیں تو ستم کا مزا پڑ گیا ہے — کہاں کا تجاہل! کہاں کا تغافل!

یہاں شاعر ایک طنزیہ انداز میں معاشرتی رویہ کو پیش کرتا ہے جہاں تجاہل اور تغافل کے پردہ میں دانستہ ظلم اور حق تلفی کو عادت بنالیا جاتا ہے، اس شعر میں تجاہل عارفانہ کے مثالی رویہ کے بجائے شعوری ستم کا ذکر ہے، جو اس عمل کے کسی مفید پہلو تک رسائی کے برعکس انسانی رشتوں کو مزید پیچیدہ بناتا ہے، دانستہ طور پر کسی کو نظر انداز کرنا، اس کے مسائل سے پہلو تہی اور غفلت، اور صرف اپنے مطلب کی حد تک روابط، یہ وہ تجاہل عارفانہ ہے جو نا قابل قبول اور منفی ہے، اور اصل مسئلہ سے بے تعلقی کی دلیل ہے، مثلاً تمام تر مسائل کے لیے وقت ہو لیکن امت کے جو اہم مسائل ہیں لیکن ان کو ڈیل کرنے میں رسک زیادہ ہے، ان پر سکوت یا لاعلمی کا اظہار ہو، یا دعوت و اصلاح کی ذمہ داریوں سے غفلت کی حد تک کنارہ کشی اختیار کی جائے، یا اپنے ماتحتوں کے ساتھ انجانا سا رویہ رکھا جائے، خواہ وہ ایک ذمہ دار اور خدمت گزاروں کا مسئلہ ہو، استاد شاگرد اور امام مقتدی کا تعلق ہو یا ساس بہو کے مابین رشتہ ہو یا تعلقات کی اور جہتیں، یہ رویہ ناپسندیدہ ہے کہ:

ہر ایک بات کے یوں تو دیے جواب اس نے — جو خاص بات تھی ہر بار ہنس کے ٹال گیا

تجاہل عارفانہ نہ صرف معاشرتی تعلقات میں بہتری لاتا ہے، بلکہ یہ انسان کے ذہنی سکون اور جذباتی استحکام کا بھی ایک ذریعہ ہے، جب ہم دوسروں کی معمولی باتوں کو نظر انداز کرتے ہیں، تو ہم غیر ضروری تنازعات اور ذہنی دباؤ سے بچ جاتے ہیں، اس طرح یہ ایک حکیمانہ انداز ہے، کسی صاحب نظر کا قول مشہور ہے: ''العقل ثلثه فطنة وثلثاه تغافل'' یعنی عقل کا ایک تہائی حصہ ذہانت میں اور دو تہائی حصہ چشم پوشی میں ہے، حقیقت ہے کہ جو لوگ چھوٹی اور غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کرتے ہیں وہ زیادہ متوازن اور پرسکون زندگی گزارتے ہیں، اس سے آپسی احترام و محبت میں بہتری آتی ہے، اور یہ ایمانی تقاضہ بھی ہے، ابن مبارک (و: ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں: ''المؤمن يطلب المعاذير والمنافق يطلب العثرات'' (مومن دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان کی طرف سے عذر ڈھونڈھتا ہے، جب کہ منافق دوسروں کی لغزشیں تلاش کرتا ہے) (إحياء علوم الدين، دار المعرفۃ، بیروت، ج ۲، ص ۱۷۷)، ایک صاحب منصب کے لیے یہ رویہ اور زیادہ ضروری ہے، عربی شاعر ابو تمام (و: ۲۳۱ھ) نے کیا خوب کہا ہے:

لَيسَ الغَبِيُّ بِسَيِّدٍ في قَومِهِ — لَكِنَّ سَيِّدَ قَومِهِ المُتَغابي

(ایک نادان شخص اپنی قوم کا رہنما نہیں ہو سکتا، البتہ وہ شخص جو دانستہ طور پر چھوٹی باتوں سے چشم پوشی کا رویہ اختیار کرتا ہے، وہی قوم کی قیادت کا اہل ہوتا ہے) (الموازنۃ بين شعر أبي تمام والبحتری، حسن بن بشر الآمدی، دار المعارف، ومکتبۃ الخانجی، ۱۹۹۴، ج ۳، ص ۲۴۸) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکمت اور بردباری سے معاملات کو سنبھالنے والا شخص ہی قوم میں عزت و مرتبہ پاتا ہے، کامیاب رہنما ہمیشہ اپنے ماتحتوں کی چھوٹی غلطیوں پر ردعمل دینے کے بجائے ان کی بڑی کامیابیوں اور کارکردگی پر توجہ دیتے ہیں اور غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مقصد پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں، قرآن مجید بھی اس حکمت عملی کی تائید کرتا ہے، جیسا کہ سورۂ تحریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا: ''عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ'' (التحریم: ۳) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض باتوں کی وضاحت کی اور بعض باتوں کو نظر انداز کیا اور انہیں ٹال گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تو حضرت حفصہؓ سے خواہش کی کہ اس کا کہیں ذکر نہ کرنا کہ اگر یہ خبر مشہور ہوئی اور حضرت زینبؓ کو معلوم ہوئی تو ان کو تکلیف ہوگی؛ لیکن حضرت حفصہؓ نے اس کا تذکرہ حضرت عائشہؓ سے کر دیا، گویا پہلے تو ایسی تدبیر اختیار کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہد کے کھانے سے رُک جائیں اور پھر آپ نے جس بات کو راز رکھنے کا حکم دیا، اس عہد کو بھی پورا نہیں کیا؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ سے مطلع فرما دیا، اب اگر آپ یہ ساری باتیں حضرت حفصہؓ سے بتاتے کہ تم لوگوں نے حضرت زینبؓ کے یہاں شہد پینے سے روکنے کی کیا تدبیر کی، اور پھر تم نے اس راز کو کس کے پاس فاش کر دیا؟ تو ان کو اور ندامت ہوتی؛ اس لئے تنبیہ کی غرض سے وعدہ خلافی کا ذکر فرمایا اور دوسری باتوں کو ٹال دیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ظلم و ستم کا کون سا رویہ ان کے ساتھ روا نہیں رکھا! یہاں تک کہ شاہی پیالہ کے معاملہ میں بنیامین کو ایک طے شدہ تدبیر کے طور پر روک لیا گیا تو بھائیوں نے حضرت یوسف کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا کہ ''إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ'' (یوسف: ۷۷) (اگر اس نے چوری کی تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی)، لیکن حضرت یوسف نے اسے اپنے دل میں چھپائے رکھا اور ان پر ظاہر نہیں کیا، قرآن کہتا ہے: ''فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ'' (یوسف: ۷۷)، اس طرح یہ اخلاق کریمانہ کا بھی ایک بڑا مظہر ہے کہ حضرت یوسف اتنی بڑی بات پر ضبط کر گئے اور کچھ ظاہر نہیں کیا کہ میں ہی یوسف ہوں اور یہ کتنا بڑا بہتان ہے۔

تجاہل عارفانہ سے نہ صرف رشتوں میں قربت پیدا ہوتی ہے، بلکہ اس سے ایک مثبت اور خوش گوار ماحول بھی پیدا ہوتا ہے، اس طرح کا رویہ ایک پرسکون اور تعمیری ماحول کو فروغ دیتا ہے جہاں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور اعتماد کے ساتھ رہ سکتے ہیں، تجاہل عارفانہ کا فائدہ سوشل میڈیا پر اٹھایا جا سکتا ہے کہ غیر ضروری کومنٹس سے گریز کرتے ہوئے اپنے روزمرہ کے اصل کاموں پر توجہ ہو، ہر اعتراض کا جواب دے کر بات کو طول نہ دی جائے، بس سمجھانے کی اپنی سی کوشش کر لی جائے، اور خصوصاً دوستوں کے معاملہ میں دارو گیر سے بچتے ہوئے آگے بڑھا جائے، اپنے دور کے امام الشعراء، پیدائشی طور پر بصارت سے محروم لیکن صاحب بصیرت شاعر بشار بن برد (و: ۱۶۸ھ) نے کہا تھا:

إذَا كُنتَ فِي كُلِّ الأُمُورِ مُعَاتِبًا — خَلِيلَكَ لَمْ تَلْقَ الذى لا تُعَاتِبُهُ
فَعِشْ وَاحِدًا أَوْ صِلْ أخاكَ فإنَّهُ — مُقَارِفُ ذَنْبٍ مَرَّةً وَمُجَانِبُهُ
إذَا أَنْتَ لَمْ تَشْرَبْ مِرَارًا علَى القَذَى — ظَمِئتَ وأَيُّ النَّاسِ تَصْفُو مَشارِبُهُ

(وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ابن خلکان، دار صادر، بیروت، ج ۱، ص ۴۲۳)

(اگر تم ہر معاملہ میں اپنے دوست سے شکوہ کرتے رہو گے تو تمہیں کبھی ایسا دوست نہیں ملے گا جس سے شکوہ نہ کرنا پڑے؛ لہٰذا، تنہا زندگی بسر کر لو یا اپنے بھائی کے ساتھ اچھی طرح نباہ لو؛ کیوں کہ وہ کبھی غلطی کرے گا اور کبھی اس سے بچا رہے گا، اگر تم گرد و غبار کے ساتھ کبھی کبھی پانی نہیں پیو گے تو تم پیاسے رہ جاؤ گے، اور کون ہے جس کا مشروب بالکل صاف ہو؟)۔

Scanned with CamScanner

قرآن کریم اور جدید سائنس

کلام پاک تمام سائنسی علوم کا بھی سرچشمہ ہے اس لئے کائنات کا مطالعہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا، موجودہ دور کے ماہرین اور دینی علوم پر عبور رکھنے والے یہ نشاندہی کررہے ہیں کہ مادیت اور روحانیت کے امتزاج سے ایک نئی تہذیب کے جنم لینے کے قومی امکانات موجود ہیں اور یہ نئی تہذیب قرآنی تعلیمات اور تفسیر وتشریح سے روشنی حاصل کرے گی، اب سائنسی انکشافات کے موضوع پر بہت سی بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔

ورلڈ مسلم لیگ جس کا صدر دفتر مکہ معظمہ میں ہے، اس لیگ کے مقاصد میں ہے بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اسلامی دنیا اور سائنسی دانشوروں کو یکجا کیا جائے اور قرآن پاک کے انکشافات سے روشناس کرایا جائے اور ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر انسان مذہب کو مناسب طور پر فراخدلی سے سمجھ لے تو سائنس اور مذہب کے مابین کوئی تنازعہ نہیں رہتا، یہ کوشش کسی حد تک کامیابی کے مراحل طے کررہی ہے، اگر دنیا میں افراتفری جنگیں اور سرحدی تنازعات زمین اور جغرافیائی حالات سازگار رہوں تو یہ کام ایک تسلسل کے ساتھ آگے بڑھ سکتا ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کے حوالے سے ایک مسلم اسکالر اور ڈاکٹر نے انکشاف کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مقدس کی روشنی میں کلونجی کے بیج اور کلانجی کو تمام بیماریوں کا علاج قرار دیا گیا ہے، تحقیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ کلانجی میں حیرت انگیز خواص موجود ہیں، کلانجی کے استعمال سے انسانی جسم میں قوت ومدافعت بہت بڑھ جاتی ہے اور ہر بیماری کو روکنے میں خاص مدد دیتی ہے حتیٰ کہ سرطان (کینسر) اور ایڈز جیسے موذی مرض میں بھی مفید ہے، اس طرح کے انکشافات سے جدید دور کی تحقیق میں مسلمانوں کی خدمات کا پہلو نمایاں ہوجاتا ہے، مصری ڈاکٹر نے سائنس اور ٹکنالوجی میں مسلمانوں کی پسماندگی کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مسلمان اب اچھے مسلمان نہیں رہے، اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسان اس کی عبادت بھی دل سے کرے اور اس کائنات پر غور وفکر کرے، اس سے استفادہ کرے موجودہ دور کی کوئی ایجاد اور اختراع ایسی نہیں جو قرآن حکیم کے احکامات کے منافی ہو، مسلم لیگ کی کانفرنسوں سے یہ اسرار بھی سامنے آیا کہ چودہ سو سال پہلے نازل ہونے والے قرآن حکیم میں سائنس اور ٹکنالوجی کی ایجادات واختراعات کے متعلق پیش گوئیاں موجود ہیں، حالانکہ اس وقت کوئی تحقیقاتی لیبارٹری اور پیچیدہ سائنسی آلات موجود نہیں تھے اور یہ مقدس کتاب صحرائے عرب میں ایک امی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

سائنس لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا اصل ماخوذ سالنشیا ہے، مگر جدید دور میں اس لفظ کو معنویت وسعت پذیر مراحل سے گزر رہی ہے اور یہ زمین اور آسمان میں تلاش اور جستجو کا ایسا تاثر دیتا ہے جو شاید کبھی ختم نہ ہو اور یہ لفظ ہمیں مزید علم کے حصول کا ایک مربوط اور جامع طریقہ مہیا کرتا ہے، کائنات ایک مضبوط مربوط طریقے کے تحت سرگرم عمل ہے، اس میں واقعات وحالات بھی اتفاقیہ طور پر ظہور میں نہیں آتے، بلکہ ایک ضابطے اور کسی حکم کے تابع رونما ہوتے ہیں، اسی نظم وضبط کائنات سے ہمیں احکم الحاکمین کی ذات کا ادراک ملتا ہے، کائنات میں جستجو اور تحقیق کے مرحلے وجدانی احساسات سے ہمکنار رہتے ہیں، ہم سفر رہتے ہیں، اس رابطہ کے تحت انسان کو اس اعلیٰ ترین طاقت کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے، زندگی موت، نباتات جمادات اور ہر قسم کی تخلیقات سے یہ علم حاصل ہوا کہ سورج چاند ستاروں زمین آسمان میں ہم آہنگی اور توازن کے ساتھ اپنے اپنے مداروں اور راستوں پر چلنا اور خلا میں حسن وخوبی کے ساتھ تیرنا، اتنی بڑی وسعتوں میں جو انسانی فہم وادراک سے ماوراء ہیں ایک حسن ایک خوبصورتی اور موتیوں کی طرح بکھرا ہوا جمال اور پھر ہر جز کا ایک مقررہ راستے پر ایک مقررہ مدت کے لئے چلنا اور اس عمل کا پابندی سے جاری وساری رہنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کوئی عظیم طاقت اس کارخانہ حیرت کو چلا رہی ہے۔

تو اتنی بڑی طاقت نے انسان کو جس انداز سے نوازا ہے اسے نہیں بھولنا چاہئے، انسان پر اس عظیم طاقت کے ان گنت احسانات ہیں اس کا یہ احسان بھی کم نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام دنیا کے انسانوں کے نبی ہیں ان کے ذریعے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک روشن کتاب نازل فرمائی جس میں ہدایت کے ساتھ بڑے بڑے اہم انکشافات اور علم ودانش کے خزانے موجود ہیں، قرآن پاک گزرے ہوئے حالات کے ساتھ قیامت تک کے حالات کی آگہی بخشتا ہے، اس میں ماضی، حال، مستقبل کے تمام حالات موجود ہیں اور منشائے خداوندی یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ اور کائنات کے ساتھ تعلقات کا شعور بیدار ہوجائے اور کلام پاک کے اس اعجاز کو بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ کتاب اتنی گراں مایہ اور ہمہ گیر صفات کی بھی مالک ہے کہ اس کتاب کی تفسیر اور ترجمہ پر جتنا کام آج تک ہوا ہے اور کسی کتاب پر نہیں ہوا ہے اور یہ کام جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا اور ان اسرار ومعانی کے خزانوں میں پھر بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ قرآن سائنس اور ٹکنالوجی کی کتاب نہیں اور نہ ہی یہ ریاضی کے قاعدوں اور کلیوں کی کتاب ہے کہ قرآن پاک حقائق پر مبنی کتاب ہے، صرف کائنات میں جستجو اور عصری علوم میں رہنمائی کرتی ہے کہ قرآن حکیم کی پاک کی ٦٦٦٦ آیات میں ۷۵۰ آیات میں ایمان والوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ فطرت کا مطالعہ کریں اور سائنسی کاوشوں کو زندگی کا اہم جزو قرار دیا گیا ہے، پھر کئی اشیاء اور مختلف موضوع پر سائنس کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں، فلکیات، اجرام، فلکی، فضاء خلا، سمندروں میں مد جزر، آسمان اور زمین کی تخلیق، زندگی کی ابتداء حیوانات، نباتات، سیلاب، طوفان، زلزلے قیامت کے متعلق معلومات مہیا کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو بھی بھلایا نہیں جاسکتا کہ اس نے انسان کو فطرت کی قوتوں کو مسخر کرنے کی طاقت عطا کی ہے اور انسان کو اپنی محنت کے ثمرات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے ہمت بخشی ہے کہ وہ اس قابل بنایا ہے، قرآن پاک میں انسان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ اس کی نعمتیں تلاش کرکے انہیں استعمال کیا جائے اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے، سورہ لقمان کی بیسویں آیت کا ترجمہ ہے کہ کیا تم نے انہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب خدا نے تمہارے قابو میں کردیا ہے، تم پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں پوری کردی ہیں، پھر بھی بعض لوگ خدا کے بارے میں، جھگڑتے ہیں۔

پھر اللہ نے سورہ آل عمران میں آیات پانچ تا آٹھ میں ارشاد فرمایا ہے: ’’اللہ تعالیٰ ایسا علیم وخبیر ہے کہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی تو ہے جو ماں کے پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورت بناتا ہے، اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل فرمائی جس کی بعض آیات محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور بعض آیات متشابہ ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں، حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم پر مکمل عبور نہیں رکھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے، یہ سب کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں، اے پروردگار جب تونے ہمیں یہ ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کرنا‘‘۔

ان آیتوں میں تاکید فرمائی گئی ہے کہ تحقیق کریں لیکن بڑے عزم اور احتیاط کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیشہ عطا کرنے والا ہے، ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں اور حالات کو جاننے والا ہے، انسان کا علم محدود ہے، اگر وہ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ پر یقین ہونا چاہئے اور صرف اسی کی ذات سے علم کا طلبگار ہونا چاہئے۔

قرآن پاک کا حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ چودہ سو سال پہلے سائنسی عمل کی بعض جزئیات تک بڑی تفصیل اور صحت سے صاف صاف بیان کردی گئی ہیں اس کے باوجود قرآن میں کئی ایسی باتیں ہیں جو موجودہ سائنس سے پورے طور پر مطابقت نہیں رکھتیں مگر کئی سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی وقت ایسا آئے گا کہ وہ باتیں درست ثابت ہوں اور قرآن پاک میں تحقیق اور تجسس کی روشنی پھیلتی رہے، سورہ الزلزال کی ۴۷ ویں آیت میں فرمایا گیا ہے کہ: ’’اور آسمانوں کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور یہ ہمارے دست قدرت میں ہے، اس آیت کریمہ میں آسمان کا معنی چھت کے ہے یعنی زمین سے ماورا کائنات، اس میں لفظ موسعون کا مطلب ہے پھیلانا وسعت دینا یا زیادہ گنجائش پیدا کرنا اس سے ظاہر ہوا کہ کائنات وسعت پذیر ہے، جدید سائنس بھی اس کی تصدیق کرتی ہے کہ کہکشائیں پھیل رہی ہیں اور بہت دور فاصلے پر جو کہکشائیں ہیں ان میں وسعت پذیری کا عمل زیادہ نمایاں ہے۔

سائنس کی تحقیق کے رخ آئے دن بدلتے رہتے ہین آج ایک تحقیق کی تصدیق ہوئی اور کچھ مدت کے بعد دوسرے سائنسدانوں نے اسے باطل قرار دے دیا اور اس ردوبدل کا عمل انسانی تحقیق کے دائرے میں جاری ہے، مگر قرآن کریم میں جو بات یا جن حقائق کی نشاندہی کی گئی ہے، ان میں کوئی ردوبدل اور تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا وہ قائم ہیں اور مستحکم ہیں، سورج اور چاند کے متعلق بڑے دلچسپ انکشافات قرآن میں موجود ہیں، ماضی میں لوگ سمجھتے تھے کہ سورج اور چاند گردش کرتے ہین اور زمین ساکن ہے، مگر سائنسدانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چاند اور زمین گردش کرتے ہیں اور سورج ساکن ہے، اب یہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ سورج بھی گردش کرتا ہے ساکن نہیں ہے، سورۃ الرحمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ سورج اور چاند ایک حساب مقررہ پر چل رہے ہیں: ’’والشمس والقمر بحسبان‘‘ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورج اپنے مقررہ راستے پر وقت کی پابندی کے ساتھ چلتا رہتا ہے، سورج ساکن نہیں، سائنسدانوں نے یہ دریافت کیا ہے کہ سورج اپنے محور پر اس طرف حرکت کرتا ہے کہ جس طرف دوسرے سیارے اس کے گرد گھومتے ہیں کہ سورج زیادہ تیزی سے گردش نہیں کرتا اور گولائی میں ہے، سورہ المرسلات کی پچیسویں آیات میں ہے کہ ’’کیا ہم نے زمین کو سمٹنے والی نہیں بنایا؟ یعنی زندوں اور مردوں کو یہاں سمٹنے والی سے مراد کشش ثقل سے ہے، مشہور سائنسدان نیوٹن نے سترھویں صدی میں زمین کی کشش ثقل دریافت کی تھی جب کہ قرآن پاک نے صدیوں پہلے اس کی نشاندہی کردی تھی، وقت یا زبان کا تصور گردش دوراں کا سا ہے اور یہ تین ستاروں میں پائی جاتی ہے، اس سے مراد زمین کی اپنے محور کے گرد گردش کی بناپر آفتابی وقت ہے، وقت کی پیائش کا انحصار دو خصائص پر ہے، یعنی دور یا عہد وقفہ زمانی ہے، وقت کی پیائش کے موجودہ نظام کے تحت دور کو آفتابی وقت (سولر ٹائم) اور وقفہ زمانی کو جوہری وقت (اٹامک ٹائم) سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

لہذا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ سائنسی عوامل اور قرآنی انکشافات کے مابین گہرا تعلق ہے۔ اس عقیدہ کی ساری بنیاد یا حقیقت یہ ہے کہ سائنسی طبعی اور مادی کائنات کا منضبط مطالعہ کیا جائے۔ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، جس نے قرآن پاک نازل فرمایا، لہذا سائنسی عوامل اور قرانی انکشافات کے مابین ایک نظریاتی مطابقت کے ساتھ واقعاتی موافقت بھی ہونی چاہئے۔ خوشی کی بات یہ بھی ہے کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے مذہب اور سائنس سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں یا ہدایات ملتی ہیں، وہ بنیادی طور پر آپس میں مطابقت رکھتی ہیں، موجودہ سائنس جس طریق کار پر چل رہی ہے۔ اس کی بنیادی مسلمان سائنسدان ابن الہیثم نے رکھی تھی۔ تمام جدید سائنس اسی بنیاد پر استوار ہے اور ترقی کے مراحل طے کررہی ہے۔ قرآن پاک میں سات آسمانوں کا ذکر کئی مقامات پر آتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے سات آسمان سے سات ستارے لی جاتی ہے، مگر قرآن پاک کا مفہوم یہ نہیں، کیوں کہ صدیوں پہلے صرف پانچ ستارے سائنسدانوں کو معلوم تھے، پھر چھٹے ستارے کا انکشاف ہوا، پھر ساتویں ستارے اور پھر آٹھویں ستارے کا انکشاف ہوا، اور اب یہ تعداد نو تک پہنچ چکی ہے۔ مزید انکشافات کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔ قرآن پاک کی تین آیات پر غور کیا جائے تو مزید طبعی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ سورۃ ملک کی تیسری آیت، سورہ نوح کی پندرہویں آیت اور سورہ طلاق کی بارہویں آیت میں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ساتوں آسمان تہ درتہ ہیں، یا طبق در طبق ہیں۔ پہلی دو آیات کا مفہوم تو یہی ہے، مگر تیسری آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض سات آسمان تہ درتہ یا طبق در طبق ہی پیدا نہیں کیے بلکہ آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی پیدا کی ہیں۔ (یا زمین کے سات طبقات پیدا کئے ہیں۔)

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین اور آسمان کے بارے میں جو انکشافات سائنسدانوں نے کیے ہیں ان کی روشنی میں اگر متذکرہ قرآنی آیات اور اس حدیث مبارک پر غور کیا جائے تو یہ جاننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ سائنسدان جو کچھ اب کررہے ہیں اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے اس کی نشاندہی فرمادی ہے۔ (ماخوذ از محدث)

Scanned with CamScanner

دنیا تشکیل نو کے دھانے پر

عبدالغفار صدیقی

طوفان الاقصیٰ جاری ہے اور قہر بن کر اسرائیل پر ٹوٹ رہا ہے۔ ہر کسی کے اندازے الٹ گئے ہیں۔ کون جانتا تھا کہ یہ جنگ نہ صرف تیرہویں مہینے میں داخل ہوجائے گی بلکہ تیز سے تیز تر ہوجائے گی؟ بے یارو مددگار حماس اور ان کے ساتھی تین سو اسی دن بھی سپر پاور سے برسر پیکار رہیں گے۔ دشمن تو انھیں نوالہ تر سمجھ رہا تھا۔ مگر جنگ نہ صرف طول پکڑ رہی ہے بلکہ اس نے آس پاس کے علاقوں اور ممالک کو بھی اپنی چپیٹ میں لے لیا ہے۔ آخری فتح کس کی ہوگی اس کی خبر تو عالم الغیب کو ہی ہے لیکن موجودہ صورت حال سے یہ گمان ضرور لگایا جاسکتا ہے کہ مزاحمتی تنظیموں کا پلڑا بھاری ہے اور شکست خوردہ اسرائیلی وزیر اعظم اپنی انا کی جنگ لڑ رہا ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ فلسطین پر بمباری کرکے ان پر قابو پالیگا اور اس کا گریٹر اسرائیل کا خواب شرمندہ تعبیر ہوجائے گا۔ لیکن مزاحمت کاروں نے اس کے خواب کو چکنا چور کردیا۔ گریٹر اسرائیل تو ناممکنات کی فہرست میں شامل ہوہی گیا ہے، بلکہ خود اسرائیل کے وجود کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ ایک سال بعد بھی غزہ کے ہر محاذ پر اسرائیلی فوجیوں پر راکٹوں اور مشین گنوں سے موت برس رہی ہے۔ اگر اسی ہزار معصوم فلسطینیوں نے جام شہادت نوش کیا ہے تو چالیس ہزار اسرائیلی فوجی بھی جہنم واصل ہوچکے ہیں۔ اگر بیس لاکھ مسلمان بے گھر ہوئے ہیں تو دس لاکھ سے زائد یہودی اپنا محبوب وطن چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ جو موجود ہیں انھیں دن رات میں کئی بار شیلٹروں میں پناہ لینی پڑ رہی ہے۔ آج بھی غزہ میں ملبہ کے ڈھیر سے اللہ کے شیر برآمد ہورہے ہیں اور صیہونیوں کو ابدی نیند سلا رہے ہیں، محاذ جنگ کی تازہ صورت حال اہل ایمان کے مژدہ جاں فزا ہے۔ اللہ نے انتم الاعلون کا اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔ حزب اللہ حزب الشیطان پر غالب ہے۔ آئی ڈی ایف کے ذریعہ لبنان میں داخل ہونے کی کوششیں ناکام ہورہی ہیں۔ جو قدم آگے بڑھتا ہے وہ زخمی ہوجاتا ہے۔ دشمن کو اپنی لاشیں اٹھانے کے بھی لالے پڑ رہے ہیں۔ دشمن کا دفاعی نظام منہ دیکھ رہا ہے۔ آئرن ڈوم کا ذکر بھی اسرائیلی خبروں سے غائب ہے۔ ناجائز مملکت کا ہر شہر نشانے پر ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم کے گھر کو راکھ کا ڈھیر بنادیا گیا ہے۔ یہ حالات تو اس وقت ہیں جب خادم الحرمین اور اس کے ساتھی در پردہ صیہونیت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ابھی تک ایران کے سوا کوئی مسلم ملک باقاعدہ جنگ میں شامل نہیں ہوا ہے۔ لیکن چنگاری ہر ملک میں سلگ رہی ہے۔ عوامی دباؤ بڑھ رہا ہے جسے شاہی طاقت سے دبایا جارہا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب یہ چنگاری شعلہ بن کر اٹھے گی اور فتح کی ہر رکاوٹ کو خاک کردے گی۔ خبر ہے کہ اردن کے کئی فوجی اپنے ضمیر کی آواز پر اسرائیل میں داخل ہوکر دشمن پر حملہ آور ہوچکے ہیں۔ الحمدللہ ضمیر کی آواز سننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔

امریکہ کی جمہوریت نوازی اور انسانیت دوستی بے نقاب ہوچکی ہے۔ ساری دنیا کے دباؤ اور مسلم ممالک کی عرض ومعروض کے بعد بھی وہ اسرائیل کے تحفظ پر کمربستہ ہے۔ اس کے فوجی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ اس کے ائیر کرافٹوں نے پوزیشن سنبھال لی ہے۔ امریکہ کے دعووں اور وعدوں کی پول کھل گئی ہے۔ اس کے ناپاک عزائم سامنے آچکے ہیں۔ اگر اب بھی نام نہاد مسلم حکمراں بیدار نہ ہوئے تو امر الٰہی کے منتظر رہیں۔ فیصلہ کی گھڑی قریب ہے۔ ایمان کی طاقت جدید اسلحوں پر کل بھی بھاری تھی اور آج بھی اس نے اپنی فوقیت ثابت کردی ہے۔ مزاحمتی تنظیموں کی قیادت نے اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ الله (صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو،) کی عملی تفسیر پیش کردی ہے اب لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (امید ہے کہ فلاح پاؤ گے) کا منظر سامنے آنے کو ہے۔ انھوں نے ثابت کردیا ہے کہ اللہ کے سامنے جھکنے والا سر باطل کے سامنے کسی طرح خم نہیں ہوسکتا۔ پہلے اسماعیل ہانیہ، پھر حسن نصر اللہ اور اب یحییٰ سنوار نے شہید ہوکر اپنے پیچھے آنے والوں کے عزائم کو مستحکم اور ان کے جذبہ کو دریا کی روانی عطا کردی ہے۔ اللہ اللہ ''کیا مسافر تھے جو اس راہ گزر سے گزرے''۔ دین کے نام پر قائم ہماری جماعتوں کو ان سے سبق لینا چاہئے۔ وہ میدان جنگ کی اگلی صفوں میں رہ کر لڑے اور اپنے خون کے آخری قطرے تک لڑے۔ ایک بازو کٹ گیا تو دوسرے بازو سے لڑے، مشین گن چھوٹ گئی تو لکڑی کی لاٹھی سے لڑے، مگر انھوں نے ہتھیار نہیں ڈالے، دشمن سے زندگی کی بھیک نہیں مانگی، اور وہ بھیک کیوں مانگتے، تمام آسائشوں سے سجی ہوئی جنت ان کی منتظر تھی۔ ہم دل سے ان شہیدوں کو سلام پیش کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ موقع ملنے پر ان کے نقش قدم چوم کر ہم بھی آگے بڑھیں گے۔ یہ مجاہدین موت کی آغوش میں جاکر بھی کامیاب ہوگئے اور دشمن کو گہرا گھاؤ دے گئے۔ میں سوچتا ہوں کہ آج پندرہ سو سال بعد نبیؐ کی غیر موجودگی میں اسلام کی خاطر جنگ کرنے والوں کا یہ جذبہ و کردار ہے تو نبیؐ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کا جذبہ شہادت کس پیمانے کا ہوگا؟ جس نے بے سروسامانی کی حالت میں دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا، جس نے دریائے دجلہ میں گھوڑے دوڑا دیے اور ساحل پار کرنے کے بعد کشتیوں میں آگ لگادی۔ کیا اس جذبہ کو کوئی شکست دے سکتا ہے؟

جنگ کی تازہ صورت حال اور آئندہ کی منصوبہ بندی سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا تشکیل نو کے کنارے پر کھڑی ہے۔ عالمی نظام بدلنے کو ہے۔ طاقت ور کمزور ہونے والے ہیں اور کمزوروں کو طاقت ملنے والی ہے۔ امریکہ جس نے جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا کی زمام حکومت سنبھالی تھی، اس کے دن پورے ہونے والے ہیں۔ وہ مشرق وسطیٰ کے سمندروں میں ڈوبنے والا ہے۔ دانش مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ اس ڈوبتے جہاز کو چھوڑ دیا جائے۔ مگر کچھ منافقین ابھی ایسے ہیں جو تذبذب کا شکار ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰؤُلَآءِ وَ لَا اِلٰى هٰؤُلَآءِ-وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ''کفر وایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں، نہ پورے اِن کی طرف ہیں نہ اُن کی طرف اور جسے اللہ گمراہ کردے تو تم اس کے لئے کوئی راستہ نہ پاؤ گے۔ (النساء۔143) کیا اب بھی ہمیں اسرائیل اور امریکہ کے ارادوں کی خبر نہیں؟ کیا عراق، لیبیا اور افغانستان کو تباہ و برباد کرنے کے بھی وہ لائق اعتبار ہیں؟ کیا ہمیں ان سے جنگ نہیں کرنا چاہئے جو معصوموں کو مار رہے ہیں؟ کیا اللہ کے وعدوں پر ہمیں یقین نہیں جس نے ہمیں پہلے افغانستان میں فتح مبین سے روشناس کرایا اور اب ارض فلسطین کی حفاظت کرنے والوں کی پشت پناہی کررہا ہے؟ جو انھیں سرنگوں میں زندگی دے رہا ہے؟ جو ان کی ایسے راستوں سے مدد کررہا ہے جو ہمیں نظر آتے؟ اگر ہمیں یہ سب کچھ نظر نہیں آرہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ایمان کی دولت سے محروم کردیے گئے ہیں، اور ہمارے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی گئی ہے اور آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ انجام کار ہم سخت سزا کے مستحق ہیں۔ ہمارے اکثر حکمرانوں کی کیفیت یہ ہے کہ ''وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔'' ظاہر ہے اگر وہ مومن ہوتے تو اہل ایمان کا ساتھ دیتے۔ ''یہ لوگ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کررہے ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔'' کیا بعض ممالک کا ایران سے یہ وعدہ کرنا کہ ہم کسی کا ساتھ نہیں دیں گے، منافقت نہیں ہے۔ کیا اسلام میں غیر جانب داری کی کوئی گنجائش ہے؟ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم اعلان کریں:

کہہ دیا دنیا سے ہم نے ہم تو حق کے ساتھ ہیں
دیکھنا ہے اب ہمارے ساتھ دنیا کیا کرے

موجودہ جنگ میں ہر اس شخص کو جو مسلمان ہونے کا مدعی ہے خواہ وہ حاکم ہے یا محکوم، وہ امیر ہے یا غریب، وہ ان پڑھ ہے یا ماہر علوم، اسے باطل پر کسی نہ کسی طرح یہ واضح کردینا چاہئے کہ ''میں بیت المقدس کی حفاظت کے لیے، میں مظلوموں کی حمایت کے لیے اور آزادیٔ فلسطین کی خاطر صیہونیت اور اس کی حمایت کرنے والوں کے خلاف ہوں۔'' اس کو اپنے اس موقف کا اظہار موجودہ میسر ذرائع سے کرنا چاہئے۔ آپ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا کرسکتے ہیں؟ آپ اپنے دل کو بیدار کرسکتے ہیں؟ آپ اس قضیہ کی بابت اپنی نسلوں کو آگاہ کرسکتے ہیں۔ آپ بارگاہ الٰہی میں دست دعا دراز کرسکتے ہیں۔ آپ ان کے غم میں اپنی خوشیوں کو محدود کرسکتے ہیں۔ ان کے جسم سے لہو گرنے کی خبر پر آپ کم سے کم آنکھ سے دو آنسو تو گرا سکتے ہیں۔ اللہ دلوں کے حال سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آپ اور آپ کا دل کس طرف ہے؟ عظیم قائد اور مجاہد یحییٰ سنوار کی شہادت پر اگر آپ کی آنکھیں روئی نہیں اور آپ کا دل تڑپا نہیں تو اللہ و رسولؐ پر اپنے دعوائے ایمان کا جائزہ ضرور لیجیے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اسے ہر حال میں چھوڑ کر جانا ہے۔ مگر اس موت کے کیا کہنے جو اللہ کے راستے میں جدو جہد کرتے ہوئے آئے۔ کتنے خوش نصیب ہیں اہل غزہ جنھیں راہ حق میں شہادت کا شرف مل رہا ہے۔

چوری کی مروجہ صورتیں

چوری اور غصب کی جو مختلف صورتیں ہمارے معاشرے میں عام ہوگئی ہیں اور اچھے خاصے پڑھے لکھے اور بظاہر مہذب افراد بھی ان میں مبتلا ہیں، مثال کے طور پر اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

☆ بجلی کے سرکاری کھمبے سے کنکشن لے کر مفت بجلی کا استعمال چوری کی ایک قسم ہے، جس کا رواج بھی عام ہوتا جارہا ہے، اور یہ گناہ بھی ڈنکے کی چوٹ کیا جاتا ہے ☆ اگر کسی شخص سے کوئی چیز عارضی استعمال کے لئے مستعار لی گئی اور وعدہ کرلیا گیا کہ فلاں وقت لوٹا دی جائیگی؛ لیکن وقت پر لوٹانے کے بجائے اسے کسی عذر کے بغیر اپنے استعمال میں باقی رکھا تو اس میں وعدہ خلافی کا بھی گناہ ہے اور اگر وہ مقررہ وقت کے بعد اس کے استعمال پر دل سے راضی نہ ہو تو غصب کا گناہ بھی ہے، یہی حال قرض کا ہے کہ واپسی کی مقررہ تاریخ کے بعد قرض واپس نہ کرنا (جب کہ کوئی شدید عذر نہ ہو) وعدہ خلافی اور غصب دونوں گناہوں کا مجموعہ ہے ☆ اگر کسی شخص سے کوئی مکان، زمین یا دوکان ایک خاص وقت تک کے لئے کرائے پر لی گئی، تو وقت گذر جانے کے بعد مالک کی اجازت کے بغیر اسے اپنے استعمال میں رکھنا بھی اسی وعدہ خلافی اور غصب میں داخل ہے ☆ بک اسٹالوں میں کتابیں، رسائل اور اخبارات اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ ان میں سے جو پسند ہوں، لوگ انہیں خرید سکیں، پسند کے تعین کے لئے ان کی معمولی ورق گردانی کی بھی عام طور سے اجازت ہوتی ہے؛ لیکن اگر بک اسٹال پر کھڑے ہوکر کتابوں، اخبارات یا رسالوں کا باقاعدہ مطالعہ شروع کردیا جائے، جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو، تو یہ بھی ان کا غاصبانہ استعمال ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے (ماخوذ از ''آج کا سبق'')

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۰۱/۲۳۱۲/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

ستارا خاتون بنت محمد جابر ساکن چھینٹ، صندل پور، ڈاکخانہ صاحبپور کمال، ضلع بیگوسرائے۔ فریق اول

بنام

محمد سبول ولد احمد حسین ساکن چھینٹ صندل پور، ڈاکخانہ صاحبپور کمال، ضلع بیگوسرائے۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ بدر الاسلام ضلع بیگوسرائے میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۹/ دسمبر ۲۰۲۴ء روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

بکری کے دودھ کے فوائد

بکری کا دودھ بھی اسی طرح استعمال کیا جاسکتا ہے جس طرح لوگ اچھی صحت اور تندرستی کے لیے گائے کا دودھ کھاتے ہیں۔ بکری کا دودھ گائے کے دودھ یا پودوں پر مبنی دودھ سے زیادہ گاڑھا اور کریم زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، بکری کے دودھ میں زیادہ غذائی اجزاء ہوتے ہیں جو صحت کے بہت سے فوائد فراہم کر سکتے ہیں۔ بکری کا دودھ کیلوریز، پروٹین اور چربی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

کیلوری-168، پروٹین-9 گرام، چکنائی-10 گرام، کاربوہائیڈریٹ-11 گرام، فائبر-0 گرام، چینی-11 گرام بکری کے دودھ کے 1 کپ میں۔ اس کے علاوہ بکری کا دودھ بھی وٹامن اے اور کیلشیم، پوٹاشیم، فاسفورس، میگنیشیم سے بھرپور ہوتا ہے جو کہ صحت کو بہتر بنانے میں کارآمد ہے۔ کئی ممالک میں، لوگ گائے کے دودھ پر بکری کے دودھ کو ترجیح دیتے ہیں۔ بکری کا دودھ گائے کے دودھ سے بہتر ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں الفا-S1-کیسین کی سطح کم ہوتی ہے۔

اس صورت میں، جسم اسے بہتر طور پر برداشت کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بکری کے دودھ میں چھوٹے سائز کے چکنائی والے گلوبیولز ہوتے ہیں، جنہیں جسم آسانی سے برداشت کرسکتا ہے۔

بکری کے دودھ کے غذائیاجزاء، غذائی اجزاء: بکری کے دودھ میں پانی - 87.00 % پروٹین - 3.52 % چکنائی - 4.25% معدنی (فی 100 گرام) کیلشیم، - 134 Ca ملی گرام آئرن، - 0.07Fe ملی گرام میگنیشیم، ملی گرام-16 ملی گرام فاسفورس، پی 21 ملی گرام کے - 181 ملی گرام سوڈیم، نا - 41 ملی گرام زنک، - 0.56Zn ملی گرام وٹامن (فی 100 گرام) وٹامن سی - 1.29 ملی گرام تھامین - 0.068 ملی گرام رائبوفلاوین - 0.21 ملی گرام نیاسین - 0.27 ملی گرام وٹامن بی 12 - 0.065 ملی گرام وٹامن اے - 0.065 ملی گرام A - IU185 وٹامن D-IU2.3 اوٹامن B6-0.046 ملی گرام

دل کے لیے مفید:: جسم کا سب سے اہم حصہ دل ہے۔ بکری کے دودھ میں میگنیشیم ہوتا ہے، یہ ایک معدنیات ہے جو دل کی دھڑکن کو باقاعدہ رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ خون کے لوتھڑے بننے سے بھی روکتا ہے۔ اس کے علاوہ، ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس میں کولیسٹرول کی مقدار بھی کم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ دل اور شریانوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے اور جسم میں چربی کے طور پر ذخیرہ کیے بغیر توانائی کو فروغ دیتا ہے۔

ہضم کرنے میں آسان: بکری کے دودھ میں گائے کے دودھ سے کم چکنائی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے ہضم کرنا آسان ہوتا ہے۔ بکری کے دودھ میں پایا جانے والا پروٹین گائے کے دودھ میں پائے جانے والے پروٹین سے زیادہ تیزی سے ہضم ہوتا ہے۔ نیز، اس میں گائے کے دودھ سے کم لیکٹوز ہوتا ہے۔ اس طرح اسے ہضم کرنا بہت آسان ہے۔ بکری کے دودھ میں موجود غذائی اجزاء میٹابولزم کو بہتر بنانے میں بھی مدد کرتے ہیں۔

وزن کم کرنے میں مدد کرتا ہے: بکری کا دودھ پینے سے آپ کو وزن کم کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے کیونکہ اس میں پروٹین اور کیلشیئم کی مقدار زیادہ ہوتی ہے - دونوں غذائی اجزاء صحت مند وزن سے متعلق ہیں۔ جبکہ پروٹین آپ کی بھوک کو کم کرنے اور میٹابولزم کو بڑھانے میں مدد کر سکتا ہے۔

بکری کے دودھ کے استعمال سے ہڈیوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایک سائنسی تحقیق کے مطابق بکری کا دودھ پینے سے ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ دراصل بکری کا دودھ کیلشیم کا ایک اچھا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس میں میگنیشیم اور فاسفورس کی بھی کچھ مقدار ہوتی ہے، فاسفورس، میگنیشیم اور کیلشیم مل کر ہڈیوں کو صحت مند رکھنے کا کام کرتے ہیں۔

دماغی صحت میں بہتری: بکری کا دودھ جسم کے ساتھ ساتھ دماغ کی نشوونما میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ بکری کے دودھ میں لینولک ایسڈ ہوتا ہے جو دماغی نشوونما کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بے چینی کو دور کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

حمل کے دوران فائدہ مند: اکثر خواتین حمل کے دوران قبض کا شکار ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم آپ کو پہلے بتا چکے ہیں کہ بکری کا دودھ بہت آسانی سے ہضم ہوتا ہے، اسی طرح بکری کے دودھ میں پری بائیوٹک oligosaccharides کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، اس لیے اس کا استعمال قبض کے مسئلے میں فائدہ مند ہے۔ اس لیے حاملہ خواتین بکری کا دودھ پی سکتی ہیں۔ تاہم، حمل کے دوران بکری کا دودھ پینے سے پہلے، آپ کو طبی مشورہ لینا چاہیے۔

خون کی کمی سے بچاتا ہے: جسم میں آئرن کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ بکری کے دودھ میں آئرن کی اعلیٰ حیاتیاتی دستیابی ہوتی ہے۔ حیاتیاتی دستیابی سے مراد یہ ہے کہ آپ کا جسم کسی خاص غذائی اجزاء کو کس حد تک جذب کرنے کے قابل ہے۔ لہذا، یہ آئرن کے جذب کو بڑھاتا ہے اور خون کی کمی کو روکنے میں مدد کرسکتا ہے۔ تاہم، اس موضوع پر ابھی بھی درست تحقیق کی ضرورت ہے۔ ایسی صورتحال میں خون کی کمی کے مسئلے میں صرف بکری کے دودھ پر انحصار نہ کریں بلکہ طبی مشورہ لیں۔

جلد کی صحت کو بڑھانے کے لیے: بکری کا دودھ بھی جلد کے لیے فائدہ مند ہے۔ بکری کے دودھ میں اینٹی آکسیڈنٹس پائے جاتے ہیں جو جلد کو صحت مند رکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اینٹی آکسیڈنٹ خصوصیات جلد کے آزاد ریڈیکلز کو ختم کرنے کے لیے کام کرسکتی ہیں۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بکری کا دودھ جلد کی صحت کو بہتر بنانے کا کام کرسکتا ہے۔

بالوں کی صحت کو بہتر بناتا ہے: بکری کا دودھ جلد کے ساتھ ساتھ بالوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ بکری کے دودھ میں وٹامن اے اور وٹامن بی ہوتا ہے جو آپ کے بالوں کی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کام کرسکتا ہے۔ بکری کے دودھ کا استعمال بالوں کے گرنے کو کم کرتا ہے۔

سوزش سے لڑتا ہے: بکری کے دودھ میں oligosaccharides کہلانے والے مرکبات میں سوزش کی خصوصیات ہوتی ہیں، جو آنتوں کی سوزش کی بیماری کے علاج میں مدد کرسکتی ہیں۔ بکری کے دودھ کے بارے میں ایک بڑی بات یہ ہے کہ آپ اس غذائیت سے بھرپور مشروب کے فوائد سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بغیر پیٹ کی خرابی کے جو گائے کے دودھ کا سبب بنتا ہے۔

هفتۂ رفتہ

حکومت نے 5.8 کروڑ راشن کارڈوں کو کیا منسوخ

حکومت نے ایک بڑا قدم اٹھاتے ہوئے 5.8 کروڑ راشن کارڈز کو منسوخ کر دیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ تمام راشن کارڈ ہولڈرز کے لیے ای-کے وائی سی (e-KYC) مکمل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا، ان کے کارڈز منسوخ کر دئے گئے۔ حکومت نے یہ اقدام ملک میں غذائی اسکیموں کے ناجائز فائدے اٹھانے والوں کو روکنے کے لیے اٹھایا ہے۔ خیال رہے کہ راشن کارڈ ایک اہم دستاویز ہے، جس کے ذریعے عوام کو کم قیمت پر راشن فراہم کیا جاتا ہے اور مختلف حکومتی سکیموں کا فائدہ بھی ملتا ہے۔ تاہم، ملک میں کئی افراد فرضی راشن کارڈ بنا کر حکومت کی اسکیموں کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے، جس کا پتہ حکومت نے جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹائزیشن کی مدد سے لگایا ہے۔ مرکزی وزارتِ خوراک وعوامی تقسیم نے حال ہی میں ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں تمام راشن کارڈ ہولڈرز کو ای-کے وائی سی مکمل کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ ای-کی وائی سی ایک آن لائن تصدیقی عمل ہے جس کے ذریعے حکومت یہ جانچتی ہے کہ راشن کارڈ ہولڈر درست ہیں اور ان کا ڈیٹا درست طریقے سے حکومت کے سسٹم میں موجود ہے۔ اس عمل کی تکمیل کے لیے حکومت نے دو سے تین مرتبہ ڈیڈ لائنز دی تھیں لیکن بہت سے افراد نے یہ عمل مکمل نہیں کیا، جن میں کئی فرضی راشن کارڈ ہولڈرز بھی شامل تھے۔ حکومت نے واضح کیا ہے کہ اب اگر کسی شخص نے ای-کے وائی سی مکمل نہ کی تو ان کا راشن کارڈ منسوخ کر دیا جائے گا یا مخصوص شخص کا نام راشن کارڈ سے ختم کر دیا جائے گا۔ لہذا تمام راشن کارڈ ہولڈرز کو 31 دسمبر 2025 تک ای-کی وائی سی مکمل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

370 ٹرینوں میں جڑیں گے 1000 نئے ڈبے

مسافروں کی سہولت اور بھیڑ کی دھکا مکی سے نپٹنے کے لیے ریلوے نے تیاری شروع کر دی ہے۔ اس کے تحت زیادہ دباؤ والی روٹ پر چلنے والی 370 ٹرینوں میں نئے ڈبے لگائے جا رہے ہیں۔ نومبر تک ایک ہزار کوچز لگانے کا کام پورا ہو جائے گا۔ اس میں ایک لاکھ سے زیادہ مسافر روزانہ سفر کر سکتے ہیں۔ اگلے دو سال میں 10 ہزار نئے نن اے سی کوچ ملک بھر کی مختلف روٹ پر چلنے والی ٹرینوں میں لگانے کی ہے۔ اس سے تقریباً 8 لاکھ ریل مسافر روزانہ سفر کر سکیں گے۔ ریلوے کے ذریعہ گزشتہ تین مہینہ میں مختلف ٹرینوں میں جنرل زمرے (جی ایس) کے تقریباً 600 نے اضافی کوچ جوڑے گئے ہیں۔ یہ سبھی کوچ ریگولر ٹرینوں میں جوڑے گئے ہیں۔

راشد العزیزی ندوی

ڈیجیٹل اریسٹ اور سائبر فراڈ کے خلاف بڑی کارروائی

ڈیجیٹل اریسٹ اور سائبر فراڈ کے واقعات میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے عام لوگوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ ملزمین لاکھوں روپے ٹھگ لیتے ہیں اور بیشتر معاملوں میں ان پر کوئی کارروائی بھی نہیں ہو پاتی۔ حکومت اس طرح کے فراڈ کو لے کر اکثر سخت اقدامات اٹھاتی رہی ہے۔ سائبر فراڈ پر لگام لگانے کے لیے وزارت داخلہ کی 14-سی ونگ نے ایک بار پھر بڑی کارروائی کی ہے۔ 14-سی، سائبر اور ڈیجیٹل جرائم کی روک تھام پر کام کرنے والی ایک تنظیم ہے، جو وزارت داخلہ کے تحت کام کرتی ہے۔ وزارت داخلہ کی اس ٹیم نے 17000 واٹس ایپ اکاؤنٹس کو بلاک کر دیا ہے۔ ان سبھی اکاؤنٹس پر مالیاتی فراڈ کال اور ڈیجیٹل اریسٹ کال میں ملوث ہونے کا الزام ہے۔ ذرائع سے ملی اطلاعات کے مطابق جن نمبروں کو بند کیا گیا ہے، ان میں سے زیادہ تر کمبوڈیا، میانمار، لاؤس اور تھائی لینڈ سے ایکٹیو تھے۔ ایجنسیاں کمبوڈیا، میانمار اور لاؤس سے چل رہے ڈیجیٹل اریسٹ اور سائبر فراڈ سے متعلق کال سینٹر کی تحقیقات ایک لمبے عرصے سے کر رہی تھیں۔

معذور بچوں کے لیے این سی ای آر ٹی کے 'ای-کنٹینٹ' سے متعلق رہنما اصول جاری

مرکزی حکومت نے سپریم کورٹ کو بتایا ہے کہ این سی ای آر ٹی نے معذور بچوں کے لیے ای-کنٹینٹ (مواد) تیار کرنے کے سلسلہ میں رہنما اصول جاری کیے ہیں، جو اسکولی تعلیم کے لیے نافذ ہوں گے۔ حکومت نے کہا ہے کہ این سی ای آر ٹی نے 2022 سے 2023 کے دوران کچھ ریاستوں میں ٹیچروں اور اسٹیٹ ہولڈرس کے لیے تربیتی پروگرام بھی منعقد کیے ہیں۔ مرکز نے عدالت عظمیٰ میں ایک حلف نامہ داخل کیا ہے، جو جاوید عابدی فاؤنڈیشن کی عرضی پر سماعت کر رہی ہے جس میں معذور طلبا کو آن لائن کلاسز میں دوسروں کے ساتھ یکساں طور سے حصہ لینے کے لیے خصوصی رہنما اصول جاری کرنے کی ہدایت دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ معاملہ جسٹس بی آر گوئی اور جسٹس کے وی وشوناتھن کی بنچ کے سامنے سماعت کے لیے آیا۔ مرکزی حکومت کی طرف سے پیش ایڈیشنل سالیسٹر جنرل ایشوریہ بھاٹی نے معاملے میں حکومت کے ذریعہ داخل حلف نامہ کا حوالہ دیا۔ عرضی دہندہ کی طرف سے پیش وکیل سنچیتا این نے ایک دیگر معاملے میں سپریم کورٹ کے ذریعہ 8 نومبر کو دیے گئے فیصلے کا حوالہ دیا۔ اس فیصلے میں عدالت نے مرکز کو تین مہینے کے اندر معذوروں کے لیے سہولتیں نافذ کرنے کی ہدایت دی تھی۔

Volume:64/74,Issue:45 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

ان گنت خونی مسائل کی ہوا ایسی چلی
رنج و غم کی گرد میں لپٹا ہر اک چہرہ ملا

(ساجد خیرآبادی)

نئی عالمی تبدیلیاں-نیا منظر نامہ

اللہ نواز خان

دنیا میں تیز رفتار تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور یہ تبدیلیاں انسانیت کے لیے کئی مسائل بھی پیدا کر رہی ہیں۔ نئی نئی ایجادات دنیا میں عدم توازن کا سبب بن رہی ہیں۔ دنیا میں ہزاروں سال سے تبدیلیاں ہوتی آ رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ ماضی میں تبدیلیوں کی رفتار بہت ہی ست ہوتی تھی، مگر حال میں تیز رفتار تبدیلیوں نے حیرت ناک حد تک ترقی کی ہے اور مستقبل میں مزید حیرت ناک تبدیلیاں ہوں گی۔ نئی ایجادات نے کئی اقوام کو فائدہ اور کئی کو نقصان پہنچایا ہے۔ ایٹم بم جو دور جدید کی خطرناک پیداوار ہے، امریکہ نے جاپان پر گرا کر طاقت کا توازن تبدیل کر دیا تھا۔ جاپان 1945 تک مضبوط ریاست تھی اور دنیا کے لیے خطرناک ثابت ہو رہا تھا، امریکہ نے جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرا دیے۔ نتیجہ میں جاپان کی ہوا اکھڑ گئی اور امریکہ جاپان کو کمزور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایٹمی قوت نے ایک ملک کو سپر پاور بنا دیا اور ایک ملک کو کم زور ترین پوزیشن پر لا کھڑا کیا۔ امریکہ صرف جاپان پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہوا بلکہ دیگر علاقوں پر بھی اپنا اثر رسوخ جمانے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے ممالک میں بھی اثر و رسوخ جمانے کے لیے امریکہ نے جنگ کا سہارا لیا اور دیگر ہتھکنڈے بھی استعمال کیے۔ افغانستان اور عراق پر حملوں کے علاوہ کئی دیگر ممالک پر بھی حملے کیے۔ جدید ہتھیاروں نے بھی امریکہ کو قوت فراہم کی۔ جدید ہتھیاروں کے بل بوتے پر وہ کئی ممالک کو اپنے زیر نگین رکھ رہا ہے۔ کئی ممالک پر سیاسی اثر و رسوخ جما رہا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں اس نے بغاوتیں بھی کرائیں۔ یہ سب وہ جدید ٹیکنالوجی کے سہارے کر رہا ہے۔ امریکہ کے لیے ماضی میں سر درد بننے والا روس مختلف ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا لیکن روس اب بھی اتنی گنجائش رکھتا ہے کہ وہ امریکہ کو جواب دے سکے نیز چین بھی امریکہ کے لیے سر درد بنا ہوا ہے۔ دنیا میں ہونے والی تبدیلیاں صرف ایجادات تک محدود نہیں بلکہ نئے نئے اتحاد بن رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے اقوام متحدہ تشکیل دی تھی اور اس کا فائدہ وہ خود ہی اٹھا رہے ہیں۔ اسلامی ممالک اپنا اتحاد قائم نہیں کر سکے۔ 57 کے قریب اسلامی ممالک آپس میں شدید اختلافات کا شکار ہیں۔ فقہی مسلکی اور گروہی اختلافات نے امت مسلمہ میں دوریاں پیدا کر دی ہیں۔ کہنے کو تو ایک او آئی سی کے نام سے ایک ادارہ موجود ہے، مگر اس کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ امت مسلمہ کا اتحاد وقت کی بھی ضرورت ہے اور ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی امت مسلمہ، کمزوری کا شکار ہو چکی ہے اور یہی کمزوری سخت نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ کئی اسلامی ممالک کے پاس بے شمار وسائل ہیں اور سرمایہ بھی وافر مقدار میں موجود ہے، مگر فائدہ غیر اٹھا رہے ہیں۔ دیگر ممالک کی بہ نسبت اسلامی ممالک میں غربت کی شرح بھی بہت زیادہ ہے۔ یہ ممالک کرپشن کا بھی شکار ہو رہے ہیں اور عدل و انصاف کا مسئلہ بھی بہت بڑھا ہوا ہے۔ کرپشن اور عدم عدل و انصاف اسلامی ممالک کی عوام کے لیے نقصان کا باعث بن رہے ہیں۔

کسی بھی قوم کا زوال تب شروع ہو جاتا ہے، جب وہ قوانین فطرت سے منہ موڑ لیتی ہے۔ جس معاشرے میں نا انصافی بڑھ جائے اور عدل و انصاف ناپید ہو جائے تو وہ معاشرہ بربادی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ ماضی قریب تک امت مسلمہ پوری دنیا کی امامت کر رہی تھی، مگر اب زوال پذیر ہو چکی ہے۔ امامت کا تاج دوسروں کے حصے میں آ چکا ہے۔ اسلامی ممالک ہی ترقی پذیر نہیں بلکہ کئی غیر اسلامی ممالک بھی سخت مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں، کیونکہ وہ بھی کمزوریوں کا شکار ہیں۔ امریکہ اور دنیا کے اجارہ دار ملک کمزور ممالک پر اپنے فیصلے نافذ کر دیتے ہیں۔ آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن جیسے بین الاقوامی ادارے امریکہ کے اندر کام کرتے ہیں اور ان اداروں کے دباؤ پر امریکہ اپنی پالیسیاں ان ممالک پر نافذ کرتا ہے جو ان سے قرض کے نام پر امداد لیتے ہیں۔ امریکہ اور یورپی یونین متحد ہو کر کمزور ممالک کا استحصال کرتے ہیں۔ طاقتور ممالک نہیں چاہتے کہ کمزور ممالک توازن حاصل کر لیں، یہ عدم توازن کمزور ممالک کو مجبور کرتا ہے کہ وہ طاقتوروں کے محکوم رہیں۔

یہ اصول ہے کہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ اب پیش گوئیاں ہو رہی ہیں کہ توازن تبدیل ہو رہا ہے۔ امریکہ بھی سب سے زیادہ خطرہ چین سے محسوس کر رہا ہے اور روس بھی امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کے لیے بھی پریشانی کا سبب بنا ہوا ہے۔ تیزی سے ترقی کرتی چینی معیشت بہت سوں کے لیے پریشانی کا باعث بن چکی ہے۔ کئی تبدیلیاں ہوتی ہوئی نظر بھی آ رہی ہیں۔ امریکہ اور چین کے تعلقات کافی عرصے سے خراب ہیں اور چین کی بجائے اگر کوئی اور کمزور ملک ہوتا تو امریکہ اس پر حملہ ہی کر دیا ہوتا لیکن طاقتور چین پر حملہ کرنا آسان نہیں۔ امریکہ کے نیوی کے جہاز ساؤتھ چائنہ سی میں لنگر انداز ہیں اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ چین پر حملہ ہی کر دیا جائے گا۔ امریکہ سے قبل برطانیہ اور روس بھی اپنا لوہا منوا چکے تھے، اب بھی ان میں کافی دم خم باقی ہے۔ برطانیہ بر صغیر پاک و ہند اور دوسرے خطوں سے کافی قیمتی اشیاء لوٹ کر اپنے علاقوں میں لے گیا۔ اب امریکہ کئی ممالک سے خام مال اور قدرتی وسائل حاصل کر رہا ہے۔ جن علاقوں میں قدرتی وسائل موجود ہیں، ان کو معمولی قیمت دی جا رہی ہے۔ سعودی عرب جو تیل کے کنویں رکھتا ہے، اس کو اپنی مرضی کی قیمت دے کر تیل خریدا جا رہا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے مستقبل میں تیل کی نسبت کوئی اور سستا ایندھن دستیاب ہو جائے اور تیل کی وقعت ختم ہو جائے، تو اس وقت بھی بہت سی تبدیلیاں وقوع پذیر ہو جائیں گی۔

نئی نئی دریافتیں جہاں انسانیت کے لیے فائدہ مند ثابت ہو رہی ہیں، وہاں انسانیت کے لیے تباہی کا سامان بھی پیدا ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر موبائل کا استعمال انسان کے لیے کافی آسانیاں لے کر آیا ہے اور جدید ہتھیار انسانوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ تباہی کے لیے غزہ اور لبنان کی مثال دی جا سکتی ہے۔ وہ ممالک جہاں سیاسی عدم توازن ہے، وہاں بہت سی پیچیدگیاں ہیں اور جو ممالک جدوجہد کر رہے ہیں تو ان کے آگے آنے کا امکان بڑھ چکا ہے۔ چین کی جدوجہد اس کو ممتاز مقام دلا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے آنے والی دہائی چین کے لیے ترقی کا پیغام لے آئے۔ چین صنعتی لحاظ سے بھی کافی مضبوط ہے اور اس کے لیے ایشیا میں بڑی منڈی موجود ہے۔ چین اپنا مال اس منڈی میں فروخت بھی کر رہا ہے نیز دوسرے خطوں تک بھی رسائی حاصل کر رہا ہے۔ اس کی ترقی کی رفتار دیکھ کر لگتا ہے کہ طاقت کا توازن تبدیل ہو رہا ہے۔ اگلے چند سالوں میں بہت سے حقائق واضح ہو جائیں گے۔ نئی عالمی تبدیلیاں نیا منظر نامہ تخلیق کریں گی۔ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ چند سالوں کے بعد چین اور چند دوسرے ممالک طاقت کا توازن تبدیل کر دیں گے۔ عالمی تبدیلیاں بتا رہی ہیں کہ حالات تبدیل ہو رہے ہیں۔

کسی بھی قوم کا زوال تب شروع ہو جاتا ہے، جب وہ قوانین فطرت سے منہ موڑ لیتی ہے۔ جس معاشرے میں نا انصافی بڑھ جائے اور عدل و انصاف نا پید ہو جائے تو وہ معاشرہ بربادی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ ماضی قریب تک امت مسلمہ پوری دنیا کی امامت کر رہی تھی، مگر اب زوال پذیر ہو چکی ہے۔ امامت کا تاج دوسروں کے حصے میں آچکا ہے۔ اسلامی ممالک ہی ترقی پذیر نہیں بلکہ کئی غیر اسلامی ممالک بھی سخت مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں، کیونکہ وہ بھی کمزوریوں کا شکار ہیں۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI
WEEK ENDING-25/11/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421 9304022690